ماہنامہ

جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

Registered No. CPL-13

جلدنمبر32... شمارہ نمبر...01 ... جنوری2024

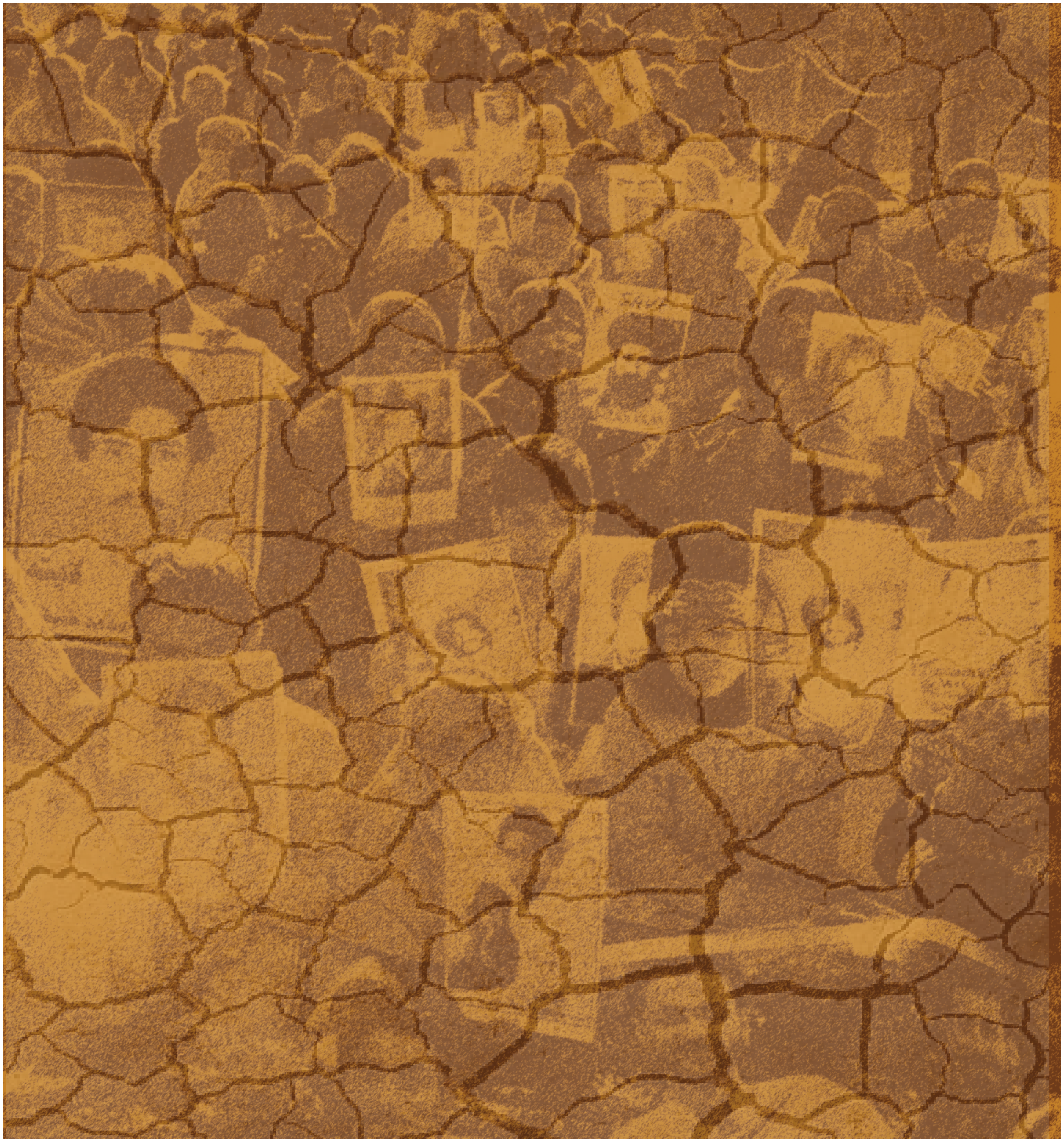

نار اضگی صرف الفاظ سے نہیں بلکہ اصل وجہ کے حل سے ہی ختم کی جاسکتی ہے۔

HRCP شکایات سیل

ایچ آر سی پی شکایات سیل نے 1985ء میں کام شروع کیا جب کسی بھی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے میں ایسا مخصوص شعبہ موجود نہیں تھا جو مظلوم لوگوں کی شکایات وصول کرتا ہو۔ اس وقت سے، ایچ آر سی پی پاکستان بھر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے ازالے کے لئے جدوجہد میں مصروف ہے۔

ایچ آر سی پی شکایت سیل کو ماہانہ سینکڑوں شکایات موصول ہوتی ہیں۔ ہم پولیس کی زیادتیوں، خواتین کے خلاف تشدد، محکمہ جاتی مسائل، اقلیتوں کے حقوق، جبری شادیوں، جبری تبدیلی مذہب، جبری گمشدگیوں، سائبر جرائم اور دیگر تمام انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق شکایات وصول کرتے ہیں اور اس پر ایکشن لیتے ہیں۔ تاہم، مالی معاونت، سیاسی پناہ، جائیداد کے تنازعات یا ذاتی تنازعات سے متعلق شکایات ہمارے دائرہ کار سے باہر ہیں۔

طریقہ کار: جیسے ہی ہمیں شکایات موصول ہوتی ہیں ہم متعلقہ حکام سے رابطہ کرتے ہیں اور کیس پر کارروائی کا آغاز کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ، ہمارا مندرجہ ذیل اداروں کے ساتھ ایک براہ راست ریفرل نظام موجود ہے جس کا مقصد شکایت کے فوری ازالے کو یقینی بنانا ہے۔

پنجاب

- اسسٹینٹ انسپکٹر جنرل آف پولیس برائے
- انسانی حقوق سیل، پنجاب
- انسپکٹر جنرل آف پولیس، پنجاب
- قومی کمیشن برائے انسانی حقوق، لاہور (صوبائی دفتر)
- خواتین کے خلاف کام کی جگہ پر ہراسانی کے محتسب کا دفتر، پنجاب
- پنجاب کمیشن برائے حقوق نسواں
- پنجاب ویمن پروٹیکشن اتھارٹی
- شہید بے نظیر بھٹو انسانی حقوق مرکز برائے خواتین، بہاولپور
- متاثرین کی معاونت کا مرکز، لاہور
- ویمن، ہیلپ ڈیسکس (پنجاب پولیس) ملتان
- پنجاب پولیس کے ضلعی ویمن ڈیسک، ملتان
- خواتین کے خلاف تشدد سے متعلق مرکز، ملتان

سندھ

- اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل آف پولیس، سندھ
- ڈائریکٹر چائلڈ پروٹیکشن بیورو، کراچی
- ڈپٹی سپرینٹنڈنٹ آف پولیس برائے انتظامی امور، حیدر آباد
- ڈپٹی سپرینٹنڈنٹ آف پولیس برائے انسانی حقوق سیل، سندھ
- محکمہ انسانی حقوق، حکومت سندھ
- قومی کمیشن برائے انسانی حقوق، کراچی (صوبائی دفتر)
- خواتین کے خلاف کام کی جگہ پر ہراسانی محتسب کا دفتر، سندھ
- پولیس سہولت مرکز، حیدر آباد
- سینیئر سپرینٹنڈنٹ آف پولیس، حیدر آباد
- سندھ کمیشن برائے حقوق نسواں
- سندھ انسانی حقوق کمیشن
- خواتین اور بچوں کے تحفظ کا مرکز، سندھ
- ویمن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ، حکومت سندھ
- ویمنز پولیس اسٹیشن، حیدر آباد

بلوچستان

- قومی کمیشن برائے انسانی حقوق، کوئٹہ (صوبائی دفتر)
- خواتین کے خلاف کام کی جگہ پر ہراسانی کے محتسب کا دفتر، بلوچستان
- ویمنز پولیس اسٹیشن، کوئٹہ
- ویمن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ، بلوچستان

دارالحکومت اسلام آباد

- انسپکٹر جنرل آف پولیس، اسلام آباد
- قومی کمیشن برائے انسانی حقوق
- قومی کمیشن برائے حقوق نسواں

خیبر پختونخوا

- جینڈر ڈیسک، سوات
- انسپکٹر جنرل آف پولیس، خیبر پختونخوا
- خیبر پختونخوا چائلڈ پروٹیکشن اینڈ ویلفیئر کمیشن
- خیبر پختونخوا کمیشن برائے حقوق نسواں
- خیبر پختونخوا ویمن کرائسز سینٹرز، مردان
- قومی کمیشن برائے انسانی حقوق، پشاور (صوبائی دفتر)
- خواتین کے خلاف کام کی جگہ پر ہراسانی کے محتسب کا دفتر، خیبر پختونخوا
- ویمنز پولیس اسٹیشن، سوات

گلگت بلتستان

- آغا خان مصالحتی و ثالثی بورڈ، گلگت
- محکمہ سول انتظامیہ و پولیس، گلگت بلتستان
- محکمہ انسانی حقوق، گلگت بلتستان

خواتین اور بچوں کی پناہ گاہیں جہاں شکایات سیل کیسز کو ریفر کرتا ہے:

دستک چیریٹیبل ٹرسٹ، لاہور
خواتین کے خلاف ہراسانی کے محتسب کا دفتر، ملتان
پناہ شیلٹر ہوم، کراچی، ایدھی ہومز اینڈ ایدھی یتیم خانے، کراچی
بے نظیر شیلٹر ہوم، کوئٹہ، ایدھی ہوم، کوئٹہ، آبرو شیلٹر ہوم، کوئٹہ
نور ایجوکیشن ٹرسٹ شیلٹر، پشاور

شکایات سیل سائبر ہراسانی کے کیسز مندرجہ ذیل اداروں کو ریفر کرتا ہے:

بولو بھی، کراچی
ڈیجیٹل رائٹس فاؤنڈ ، لاہور
ایف آئی اے نیشنل ریسپانس سینٹر فار سائبر کرائم، کراچی
ایف آئی اے نیشنل ریسپانس سینٹر فار سائبر کرائم، پشاور

چند سنگین نوعیت کے معاملات میں ایچ آر سی پی ایک فیکٹ فائنڈنگ ٹیم بھیجتا ہے تاکہ شکایت کی مزید چھان بین کی جا سکے۔ جس کے بعد ہم اپنے مشاہدات کی بنیاد پر ایک بیان یا رپورٹ جاری کرتے ہیں ہم صرف انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیوں سے متعلق مشترکہ شکایات کی صورت میں قانونی معاونت فراہم کرتے ہیں

ریفرل کے دیگر روابط

اے جی ایچ ایس لیگل ایڈ سیل، لاہور سے تعلق رکھنے والی یا ان خواتین کے لئے جن کے (مقدمات لاہور کی عدالتوں میں زیر سماعت ہوں)
سوسائٹی فار اسپیشل پرسنز۔ ملتان
دستگیر لیگل ایڈ فاؤنڈیشن، ملتان
پاکستان ہیومن ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن، ملتان
ڈاکٹر ایس ہارون احمد برائے نفسیاتی خدمات، کراچی
ڈپولائن فری کلینک برائے نفسیاتی خدمات، کراچی
لیگل ایڈ سوسائٹی، حیدرآباد، ر سلنگ بیریئرز ویمن، کوئٹہ

هم سے رابطہ کریں: آپ ہمیں کال کر سکتے ہیں، واٹس ایپ کر سکتے ہیں، ای میل بھیج سکتے ہیں یا خط ارسال کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے قریبی ایچ آر سی پی شکایات ڈیسک میں بذات خود جا کر شکایت رجسٹر کروا سکتے ہیں اور کمپلینٹ آفیسر سے بذات خود بات کر سکتے ہیں۔

لاہور

طاہرہ حبیب/لاریب سعید
0333 200 6800 (طاہرہ حبیب)
0321 341 4884 (لاریب سعید)
042 3584 5969
042 3586 4994
ایوان جمہور، 107 ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور
hrcp@hrcp-web.org
complaints@hrcp-web.org

کراچی

ندا تنویر/عبدالحئی
0315 111 6287 (ندا تنویر)
0333 3046674 (عبدالحئی)
021 3563 7131
021 3563 7132
یونٹ نمبر 08، فرسٹ فلور، اسٹیٹ لائف بلڈنگ نمبر 5 (آئیلا کو ہاؤس)، عبداللہ ہارون روڈ صدر، کراچی
karachi@hrcp-web.org

پشاور

اسماء خان
091 5844253
0331 9352097
اعظم چشتی روڈ، شیرازی کالونی، گلی نمبر 1، پیپل اسٹاپ، ریلوے روڈ، پواکا، پشاور
peshawar@hrcp-web.org

اسلام آباد

سمیتا عالم
0313 5358995
051 8351127
آفس نمبر 1 بی، سیکنڈ فلور، بلاک ڈی۔12 (نزد پی ایس او پمپ) جی۔8 مرکز، اسلام آباد
islamabad@hrcp-web.org

کوئٹہ

نائلہ رحیم
0306 294 6125
081 282 7869
فلیٹ نمبر سی۔6، کبیر بلڈنگ، ایم اے جناح روڈ، کوئٹہ
quetta@hrcp-web.org

حیدر آباد

افشاں سمیتو
022 278 3688
022 272 0770
0310 339 2222
آفس نمبر 306، فائزہ آرکیڈ، صدر، حیدر آباد
hyderabad@hrcp-web.org

ملتان

انیلہ اشرف
061 451 7217
0331 665 5529
مکان نمبر 24۔اے، ابدالی کالونی، گلی مسجد ٹیناں والی، ڈیرہ اڈا، ملتان
multan@hrcp-web.org

گلگت

ظہیر اسراج
0344 5475553
0355 4541088
آفس نمبر 9-8، رنگ یل پلازہ، جماعت خانہ روڈ، ذوالفقار آباد جتیال، گلگت

تربت/مکران

وقار قیوم
0852 413365
0323 234 2406
پرواز ہاؤس، پسنی روڈ، تربت، کیچ
ghaniparwaz@hotmail.com

ایچ آر سی پی نے انسانی حقوق کے عالمی دن پر محنت کشوں کے حقوق اور شہری حقوق کی حفاظت کا مطالبہ کیا ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے کل انسانی حقوق کے عالمی دن کے موقع پر ایک کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں سول سوسائٹی کے سینکڑوں کارکنوں نے شرکت کی۔ شرکاء نے ریاست سے 'آزادی، انصاف اور مساوات' کے حق کی حفاظت اور پاسداری کا مطالبہ کیا ہے۔

کونسل رُکن سعدیہ بلوچ نے کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں ہر دن 'انسان حقوق کا دن' سمجھنا چاہیے۔ اختر حسین ایڈووکیٹ نے صحت، تعلیم اور رہائش کے حق کی اہمیت پر زور دیا جبکہ شاعر وحید نور نے سیاسی مزاحمت اور انسانی حقوق کے موضوع پر شاعرانہ کلام پیش کیا۔ عورتوں کے حقوق کی کارکن انیس ہارون نے جبری گمشدگیوں اور ماورائے عدالت قتل کی مذمت کی اور کہا کہ ان اقدامات سے انسانی حقوق کی تحریک کمزور ہوئی ہے۔

ایچ آر سی پی کے کونسل رُکن اور صحافی سہیل سانگی نے بنیادی حقوق کی حفاظت اور طلباء یونینوں کی بحالی کی ضرورت پر زور دیا۔ موسمیاتی انصاف کے کارکن یاسر حسین نے آلودگی میں اضافے کے مسئلے کو اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ ماحولیاتی حقوق انسانی حقوق کا لازمی حصہ ہیں۔ محنت کشوں کے حقوق کے کارکن ناصر منصور نے کہا کہ محنت کشوں کے حقوق کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ انہوں نے ریاست سے معقول معاوضے اور خوراک کے تحفظ کا پُر زور مطالبہ بھی کیا۔ سینیئر صحافی توصیف احمد خان نے کہا کہ موجودہ حالات میں اِظہار کی آزادی کو درپیش خطرات نے سیلف سنسرشپ کو جنم دیا ہے۔ ایچ آر سی پی کی کونسل رُکن مہناز رحمان نے کہا کہ پس ماندہ خواتین مزدوروں کے حالات بہتر کیے جائیں۔

وائس فارمنگ پرسنز، سندھ کے نمائندے اور انسانی حقوق کے کارکن سورت لوہار نے جبری گمشدگیوں میں ملوث عناصر کے خلاف قانونی کارروائی کے فقدان کی طرف توجہ دلائی۔ بلوچ یکجہتی کمیٹی کے نمائندے لالہ وہاب نے کہا کہ بلوچستان سے اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ ان مذموم جرائم کے خلاف ہی ہے۔ ڈیفنس آف ہیومن رائٹس کی عہدیدار عائشہ مسعود کا کہنا تھا کہ آئین کے آرٹیکل 9 اور 10 لاپتہ افراد کے حقوق کو تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ کارکن سارنگ جویو نے کہا کہ مؤثر تبدیلی کے لیے سول سوسائٹی کو جبری گمشدگیوں کے خلاف متحد ہونا پڑے گا۔ آخر میں، ماہرِ نفسیات ڈاکٹر سید علی واصف نے کئی ایسی مثالیں پیش کیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اپنے شہریوں کے خلاف ریاست کے اِن ہتھکنڈوں سے سماجی ڈھانچے تباہ ہوئے ہیں۔

ایچ آر سی پی کے چیئر پرسن اسد اقبال بٹ نے کانفرنس کا اختتام کرتے ہوئے جمہوری اصلاحات کی ضرورت پر زور دیا تاکہ قانون ساز اسمبلیوں میں صرف اشرافیہ کے مفادات کی ہی نہیں بلکہ عوام کی مؤثر نمائندگی ممکن ہو سکے۔ ایچ آر سی پی کے وائس چیئر قاضی خضر نے اُن کی رائے سے اِتفاق کرتے ہوئے کہا کہ ریاست کو معاشی و سماجی انصاف کو ترجیح دینی چاہیے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 11 دسمبر 2023]

فہرست

پریس ریلیز یں 03

بلوچستان سے اسلام آباد
میں 12 برس کی عمر سے مارچ کیوں کر رہی ہوں؟ 05

تربت لانگ مارچ: 'یہ جمہوری اُمنگوں
کا بامعنی اظہار تھا' 08

بلوچستان میں انسانی حقوق کے تحفظ پر زور 09

انسانی حقوق کے عالمی دن کی اہمیت اجاگر کرنے
کے لیے تقریب کا اہتمام 10

کم عمری کی شادی قانوناً جرم کیوں ہے؟ 11

شکایات سیل کی ششماہی رپورٹ 12

ایچ آر سی پی کے انتخابی بلیٹن
کے اہم مشاہدات 14

نسل کُشی روکنا انسانی حقوق کے تحفظ کا لازمی جزو 16

قلم آزاد 17

6 مغوی حجام قتل 18

احمدیہ برادری پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے 22

حکومت کو بلوچ مظاہرین کو سُننا، عورتوں کو رہا کرنا ہوگا

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے اُن بلوچ شہریوں پر ریاستی تشدد کی پُرزور مذمت کی ہے جو تُربت میں بالاچ بلوچ اور دیگر لوگوں کے ماورائے عدالت قتل کے خلاف تُربت سے اسلام آباد مارچ کر رہے ہیں۔

پُرامن مظاہرین کے ساتھ ریاست کا رویہ ایچ آر سی پی کے لیے انتہائی تشویش کا باعث ہے۔ عورتوں، بچوں اور بزرگوں کے خلاف غیر ضروری طاقت استعمال کی گئی۔ اُن پر پانی پھینکا گیا اور لاٹھیاں ماری گئیں۔ اطلاعات کے مطابق، کئی عورتوں کو گرفتار کر کے اُنہیں اُن کے مرد رشتہ داروں اور ساتھیوں سے الگ کر دیا گیا ہے۔ لانگ مارچ کی کوریج کرنے والی کم از کم ایک بلوچ خاتون صحافی کو بھی گرفتار کیا گیا ہے۔

پُرامن اجتماع اور اظہار کی آزادی کے آئینی حق کا استعمال کرنے والے بلوچ شہریوں کے ساتھ یہ رویہ بلا جواز ہے۔ شہریوں کی زندگی، آزادی، اور باضابطہ قانونی کارروائی کے حق کو یقینی بنانے کے مطالبات کے ردِعمل میں طاقت کا سہارا لینے والی ہٹ دھرم ریاست دراصل تمام شہریوں کی زندگیوں وحقوق کی حفاظت کے اپنے آئینی و دستوری فریضے کی ادائیگی سے بھاگ رہی ہوتی ہے۔

تمام قید کیے گئے لوگوں کو فی الفور اور غیر مشروط طور پر رہا کیا جائے۔ ہم ریاست سے پُرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مظاہرین سے ملاقات کے لیے ایک وفد تشکیل دے، اُن کے جائز مطالبات کو منصفانہ طریقے سے سُنے، اور بلوچوں کے حقوق کی حفاظت کا عہد کرے۔ ریاست جبری گمشدگیوں اور ماورائے عدالت قتل کا جس طرح بلا روک ٹوک استعمال کر رہی ہے اِس معاملے کی بھی فوری و شفاف تحقیقات اور ساتھ ہی اِن واقعات میں ملوث مجرموں کے محاسبے کی ضرورت ہے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 21 دسمبر 2023]

خیبر پختونخوا میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر ایچ آر سی پی کی رپورٹ کا اجراء

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے اپنی فیکٹ فائنڈنگ رپورٹ 'خیبر پختونخوا میں انضمام: توقعات؛ شکایات' میں نئے ضم شدہ اضلاع (این ایم ڈیز) کے ترقیاتی وسائل میں مبینہ بدنظمی، علاقے میں شدت پسندی کے دوبارہ پھیلاؤ، اندرون ملک نقل مکین افراد (آئی ڈی پیز) کی آبائی علاقوں میں واپسی کے عمل میں تاخیر، بنیادی آزادیوں پر پابندیوں، جبری گمشدگیوں کے واقعات اور حراستی مراکز کے مسلسل استعمال پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔

ایچ آر سی پی کی سابق چیئرپرسن حنا جیلانی کی زیرِ قیادت فیکٹ فائنڈنگ مشن خیبر پختونخوا چیپٹر کے وائس چیئر اکبر خان، ایچ آر سی پی کے اراکین اعجاز خان اور جمیلہ گیلانی، اور عملے کے ارکان شاہد محمود اور مریم رؤف پر مشتمل تھا۔ رپورٹ میں مشن کے دورہ سوات، خیبر، پشاور، اور بکا خیل آئی ڈی پی کیمپ کی رُوداد رقم ہے، اور انضمام کے منصوبے کے سُست رو اطلاق پر این ایم ڈی کے باشندوں کی عدم اطمینانی کا اظہار بھی ہے؛ مقامی لوگوں نے یہ شکایت بھی کی کہ انضمام نے مساوات، قانون کے تحت مساوی تحفظ اور منصفانہ ترقی کا جو وعدہ کیا تھا وہ اب تک پورا نہیں ہوا۔ مسلح افواج کی مسلسل موجودگی کی وجہ سے پولیس کو اپنے اختیارات کے تحت امن عامہ اور قانون کے نفاذ اور معمول کے حالات واپس لانے میں رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، اور اس کے علاوہ جبری گمشدگیوں اور حراستی مراکز میں من مانی گرفتاریوں کے تسلسل کے شواہد بھی نظر آئے۔ اِن کارروائیوں نیز صحافیوں اور کارکنوں کو درپیش خطرات کی وجہ سے شہری آزادیاں متاثر ہو رہی ہیں اور لوگوں میں خوف اور بداعتمادی پھیل رہی ہے۔ جہاں تک ممکن ہو سکے، فوج پولیس کو اپنا کردار ادا کرنے دے، اور پولیس کو مناسب وسائل دیے جائیں تاکہ بڑھتی ہوئی شدت پسندی پر قابو پایا جا سکے۔

عدالتِ عظمیٰ کو بھی عدالتِ عالیہ پشاور (پی ایچ سی) کے حکم نامے کے خلاف اپیل کی سماعت فی الفور کرنی چاہیے جس میں پی ایچ سی نے ایکشنز اِن ایڈ آف سِول پاور آرڈیننس 2019 کالعدم قرار دیا تھا۔ اِس سے حراستی مراکز کی قانونی حیثیت اور جبری گمشدگیوں کے بارے میں پایا جانے والا ابہام ختم ہو جائے گا۔ اگرچہ رپورٹ میں این ایم ڈیز کے حوالے سے کیے گئے بعض اقدامات جیسے کہ ضلعی عدالتوں کا قیام، بلدیاتی انتخابات، صوبائی اسمبلی میں نمائندگی، اور پولیس کی استعداد میں بہتری کا ذکر کیا گیا اور انہیں لائقِ تحسین قرار دیا گیا ہے، مگر اِس کے ساتھ ساتھ مقامی عدالتوں اور بنیادی سماجی سہولیات تک لوگوں کی محدود رسائی کی طرف توجہ دلائی گئی اور اِن مسائل کے حل پر زور دیا گیا ہے۔ رپورٹ نے آئی ڈی پی کیمپوں میں مقیم لوگوں کو بنیادی ضروریاتِ زندگی اور سماجی سہولیات تک مکمل رسائی دینے، نیز این ایم ڈیز میں ترقیاتی کاموں کے لیے مختص فنڈز کے اجراء، مقامی حکومتوں کو اختیارات کی منتقلی، اور اِس حوالے سے بدعنوانی اور وسائل و اختیارات کے غلط استعمال کے الزامات کی مکمل تحقیقات کی سفارش بھی کی ہے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 27 دسمبر 2023]

فوجی عدالتوں کے حوالے سے سپریم کورٹ کا فیصلہ مایوس کن ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کو خدشہ ہے کہ سپریم کورٹ کا اپنے پہلے مختصر حکم نامے، جس میں شہریوں کے فوجی عدالتوں میں ٹرائل کو غیر آئینی قرار دیا تھا کو معطل کرنے کا فیصلہ ان لوگوں کو انصاف کی فراہمی میں تاخیر کا باعث بنے گا جو خود پر لگائے گئے الزامات سے بری ہونے کے مستحق ہیں۔ مزید یہ کہ، عملی نقطہ نظر سے پہلے سنائے گئے فیصلے کو معطل کرنے کا مطلب تمام متاثرہ افراد کو ضمانت دینے سے انکار کرنا ہے، جو ان کے آزادی کے حق کی خلاف ورزی ہے۔

معزز عدالت کا یہ حکم انسانی حقوق کے نقطہ نظر سے انتہائی پریشان کن ہے کیونکہ اس سے شہریوں کے مسلسل فوجی ٹرائل کی راہ ہموار ہوگئی ہے جو ان کے معین طریق کار اور شفاف ٹرائل کے حق کے منافی ہے، جیسا کہ ایچ آر سی پی نے بارہا نشاندہی کی ہے۔ فوجی عدالت کی کارروائیوں کی رازداری، ان عدالتوں کی سزایابی کی بلند شرح اور ایسی شرح کے حصول کے لئے استعمال ہونے والے ممکنہ ذرائع اور شہری عدالتوں جن کا کردار ایسے معاملات میں عدالتی جائزہ لینے تک محدود ہے، میں اپیل کے حق کی عدم موجودگی، ایسی وجوہات ہیں جن کی بناء پر دنیا بھر میں عام شہریوں پر فوجی دائرہ اختیار کی حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔

موجودہ عبوری حکم کے ذریعے سپریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں کسی بھی مقدمے کی کارروائی کو جاری رکھنے سے فوجی عدالتوں میں ایک غیر آئینی عمل کی انجام دہی کی راہ ہموار ہوئی ہے۔ یہ امر خاص طور پر تشویش کا باعث ہے کہ ایسا حکم یہ یقین کر لینے کی واضح وجوہات کے بغیر جاری کیا گیا کہ پہلے مختصر حکم نامے کو معطل نہ کرنے کے سنگین نتائج برآمد ہوں گے۔ ایچ آر سی پی تفصیلی فیصلہ جاری ہونے سے پہلے نہ صرف اس حکم نامے بلکہ سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیلوں کی سماعت پر بھی سوال اٹھانے پر مجبور ہے۔

ایچ آر سی پی کو پر امید ہے کہ سپریم کورٹ عبوری حکم سے پیدا ہونے والے خدشات کو فی الفور اور حتمی فیصلے کے ذریعے دور کرے گی۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 15 دسمبر 2023]

بلوچستان سے اسلام آباد
مَیں 12 برس کی عمر سے مارچ کیوں کر رہی ہوں؟

سمی دین بلوچ

اپنے پیاروں کو بُھلانا ہمارے بس میں ہوتو ہم احتجاج نہ کریں۔ البتہ، آگے بڑھنا بھی مشکل ہے، خاص کر جب آپ یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ زندہ ہیں کہ مردہ۔

پچھلے 14 برسوں کے دوران مَیں نے کئی بار اسلام آباد کا سفر کیا، اپنے باپ ڈاکٹر دین محمد بلوچ کی تصویر ہاتھ میں تھامے، چیختے چِلّاتے، اُن کا اتہ پتہ بتانے کا مطالبے کرتے ہوئے۔ ہر بار مَیں اسلام آباد اِس امید کے ساتھ آئی کہ ایک دن آئے گا جب حکام مجھے سُنیں گے اور مجھے میرا باپ لوٹا دیں گے۔ یا کم از کم یہ بتا دیں گے کہ وہ کہاں گُم ہے۔

آپ دیکھیں، میرے والد کو 28 جون 2009 کو اورناچ اسپتال خضدار، بلوچستان سے اغوا کیا گیا۔ میری عمر بمشکل 10 برس تھی۔ ان کے اغواء کے دو برس بعد، اپریل 2011 میں، مَیں نے سات خاندانوں کے ہمراہ ٹرین مارچ کیا، جس کے بعد 2013 میں ایک اور ٹرین مارچ کا حصہ بنی۔

سمی دین بلوچ 30 اگست کو جبری گمشدگیوں کے متاثرین کا عالمی دن منانے کے لیے فریئر ہال کراچی کے باہر بیٹھی ہوئی ہیں

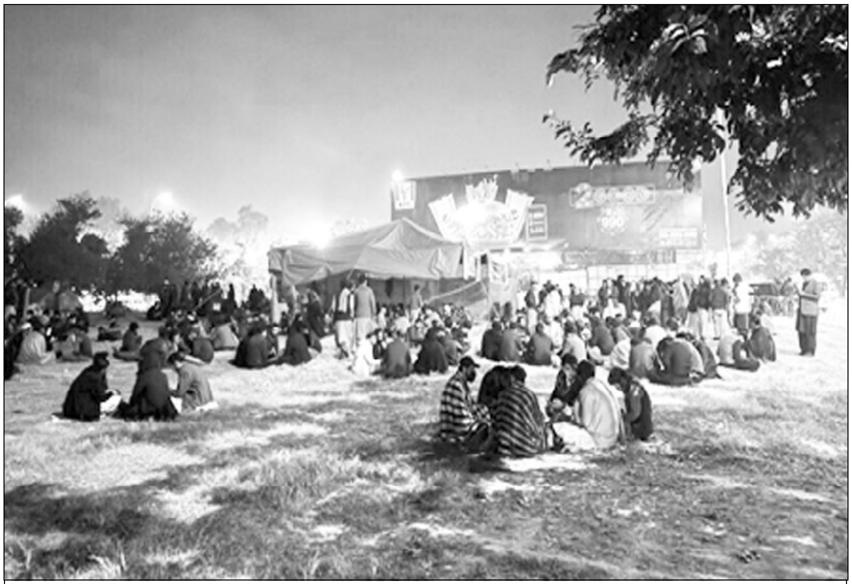

بلوچ مظاہرین دسمبر کی سرد رات نیشنل پریس کلب اسلام آباد کے باہر دھرنا دیے ہوئے ہیں

2014 میں میری زندگی کا مشکل ترین سفر آیا- اسلام آباد کی طرف لانگ مارچ- جب میں نے دیگر لاپتہ افراد کے رشتہ داروں کے ہمراہ کوئٹہ سے اسلام آباد 116 دن پیدل مارچ کیا۔ یہ لگ بھگ 2,000 کلومیٹر کا سفر تھا۔ میں تب 15 برس کی تھی۔ دارالحکومت پہنچتے پہنچتے میرا بدن ٹوٹ چکا اور پاؤں مکمل طور پر سوجھ گئے تھے، مگر میں آس لگائے بیٹھی تھی کہ طاقت ور حلقے کچھ رحم کھائیں گے اور ہمارے عزیز رہا کر دیں گے۔ میں غلط فہمی کا شکار تھی۔

امید کے لیے جنگ

مَیں جب بھی اسلام آباد آتی ہوں، میرے دُکھ بڑھ جاتے اور تکلیف شدت اختیار کر جاتی ہے۔ مجھے بہت زیادہ تنہائی اور لاچارگی محسوس ہوتی ہے جیسے کہ میں اپنے ہی ملک میں اجنبی، دہشت گرد یا تارک وطن ہوں۔ صحافی اور ذرائع ابلاغ سے وابستہ دیگر لوگ ہم پر تکلیف دہ سوالات کی بمباری کرتے ہیں اور ہم سے بلوچستان میں مسلح گروہوں کی مذمت کا مطالبہ کرتے ہیں جیسے کہ میں متاثرہ فرد نہیں بلکہ اس ملک کی کرتا دھرتا ہوں۔

جب بھی ہم سیاستدانوں اور افسر شاہی کے لوگوں سے ملاقات کے لیے اسلام آباد آتے ہیں تو وہ تھکے ہارے اور بیزار نظر آتے ہیں۔ ہمارے میڈیا ٹرائل سے لے کر ہماری فریادوں کو سُنی اَن سُنی کر دینے کا سلسلہ ہر مرتبہ ہمیں درد دیتا اور ہمارے زخم تازہ کر دیتا ہے۔ ہمارے جیسے گھرانے نہ ختم ہونے والے صدمے اور غیر یقینی کیفیت میں زندگی گزارتے ہیں۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ ناامیدی کا احساس بڑھ رہا ہے، مگر پھر بھی ہم امید زندہ رکھنے کے لیے مختلف سبیلیں کرتے ہیں۔ میں اکثر سوچتی ہوں کہ کیا حکام جانتے ہوں گے کہ گذشتہ 14 برسوں کے دوران کتنی بار میں نے خود کو امید کا دامن تھامے رکھنے پر قائل کیا۔ اَن گنت بار۔

جب مَیں چھوٹی تھی تو مجھے جبری گمشدگی یا اس سے جڑے درد کا مکمل ادراک نہیں تھا۔ اپنے والد کے اغواء کے بعد، مَیں نے احتجاجی مظاہروں میں شریک ہونا اور انہیں منظّم کرنا شروع کیا۔ جب میں سڑکوں پہ نکلی تو وہاں دیکھا کہ مظاہروں میں زیادہ تر مرد ہوتے تھے جو عمر میں مجھ سے کہیں بڑے تھے۔ مظاہروں میں نوجوان بہت کم ہوتے تھے۔ بدقسمتی سے، اب ویسا نہیں رہا۔

آج، احتجاجی خیمے شیر خوار بچوں، اُن کی ماؤں، اسکول جانے والے بچوں، نومولود بچوں، اور ایسے بچوں سے بھرے پڑے ہیں جنہوں نے اپنے باپ کو دیکھا تک نہیں۔ یہ بچے بہتر زندگی کے مستحق ہیں مگر ان کی قسمت میں ان احتجاجی خیموں میں پلنا بڑھنا لکھا ہے، بالکل میری اور میری چھوٹی بہن کی طرح۔

دیگر سب نوجوان لڑکیوں کی طرح، مجھے اپنا مستقبل بنانے، شادی کرنے اور کسی دن اپنے بچوں کی پیدائش و پرورش، بھرپور زندگی بسر کرنے اور پرسکون بڑھاپا پانے کے خواب دیکھنے چاہییں تھے، مگر میرا واحد خواب کسی دن اپنے والد کا دیدار کرنا ہے۔ اس خواب کو پورا کرنے کے لیے، میری زندگی کے گذشتہ 14 برس مارچ، احتجاجی مظاہرے منظّم کرنے، دھرنے دینے اور دفتروں، عدالتوں، اور کمیشنوں کے چکر کاٹنے میں بسر ہوئے ہیں۔

زندہ یا مردہ

میری والدہ جنہیں نہیں معلوم کہ وہ بیوہ ہیں یا ان کے خاوند زندہ ہیں، 2011 والے ٹرین مارچ میں میرے ساتھ تھیں۔ موجودہ مارچ میں بھی وہ میرے ساتھ ہیں۔ پچھلے جمعہ کی رات، انہوں نے مجھے کہا: "میری چاہتی ہوں کہ ہم یہاں صرف احتجاج کے لیے نہ آئیں۔ میری تمنا ہے کہ ہم کسی دن یہاں تمہارے والد کے ساتھ سیر کرنے کے لیے آسکیں۔"

لوگ پوچھتے ہیں کہ ہم احتجاج کے لیے اسلام آباد کیوں آتے ہیں۔ میں انہیں بتاتی ہوں کہ ہمارے لختِ جگر لاپتہ ہیں، اور ہم لاچار ہیں؛ ہم اسلام آباد آنے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ یہاں پورے دیس کے لیے اہم فیصلے ہوتے ہیں۔ ہم اسلام آباد حکمرانوں سے جوابات لینے آتے ہیں جو ہم بلوچستان میں نہیں لے سکتے۔ آپ انہیں زندہ لے گئے تھے، لہذا ہمیں وہ زندہ واپس چاہییں کفن میں لپٹے ہوئے نہیں؛ سینکڑوں گھرانے اس آس کے ساتھ جی رہے ہیں کہ اُن کے عزیز زندہ ہیں، چاہے زِندانوں میں ہی کیوں نہ ہوں۔

گذشتہ 14 برسوں کے دوران جب سے مَیں اسلام آباد آرہی ہوں، تین حکومتیں بدلیں اور کئی کمیشن بنے، مگر ان کے کیے گئے تمام وعدے اب تک تشنہ تکمیل ہیں۔

حسیبہ قمبرانی 2021 میں پہلی مرتبہ ہمارے ساتھ اسلام آباد آئی تھیں؛ وہ خوش قسمت تھیں کہ حکام نے ان کی بات سنی اور ان کے بھائی اور کزن کو رہا کر دیا۔ اس کے بعد میں نے انہیں کسی احتجاج میں نہیں دیکھا۔ ہمارے لخت جگر رہا ہو جائیں تو ہم میں سے کوئی بھی احتجاج نہیں کرے گا۔ کون ٹھٹھرتے موسم میں کھلے آسمان تلے سونا چاہے گا؟

ہم بے بس ہیں۔

اب میں اسلام آباد سے مکمل طور پر نا اُمید ہو گئی ہوں، خاص کر حالیہ ناخوشگوار حالات کے بعد جب پولیس نے بدھ اور جمعرات کی درمیانی (20 اور 21 دسمبر) منجمد کر دینے والی رات ہم پر آنسو گیس اور انتہائی ٹھنڈے پانی کی بوچھاڑ کی۔ بعد ازاں، پولیس نے 283 پرامن مظاہرین کو گرفتار کیا جن میں 47 عورتیں اور پانچ بچے تھے؛ 83 ابھی تک اُن کی تحویل میں ہیں۔ تب اُنہوں نے ہمیں بسوں میں پھینکا اور واپس کوئٹہ بھیجنے کی کوشش کی جیسے کہ ہم تارکین وطن تھے اور غیر قانونی طور پر سرحد پار کی تھی۔

مگر ہم اس کے سوا کر بھی کیا سکتے ہیں؟

ہمارے پاس واحد چارہ پُرامن احتجاج اور مارچ ہے۔ ہم چُپ چاپ گھر نہیں بیٹھ سکتے۔ ہم صرف احتجاج اور مارچ ہی کر سکتے ہیں۔ اگر اپنے لختِ جگر کو بُھلانا ہمارے لیے ممکن ہو تو ہم احتجاج بھی نہ کریں۔ البتہ، آگے بڑھنا اور اپنے پیاروں کو بھول جانا مشکل اور اذیت ناک ہے، خاص کر جب آپ یہ بھی نہ جانتے ہوں کہ وہ زندہ ہیں کہ مردہ۔

میرے خاندان سمیت لاپتہ افراد کے تمام گھرانوں کا

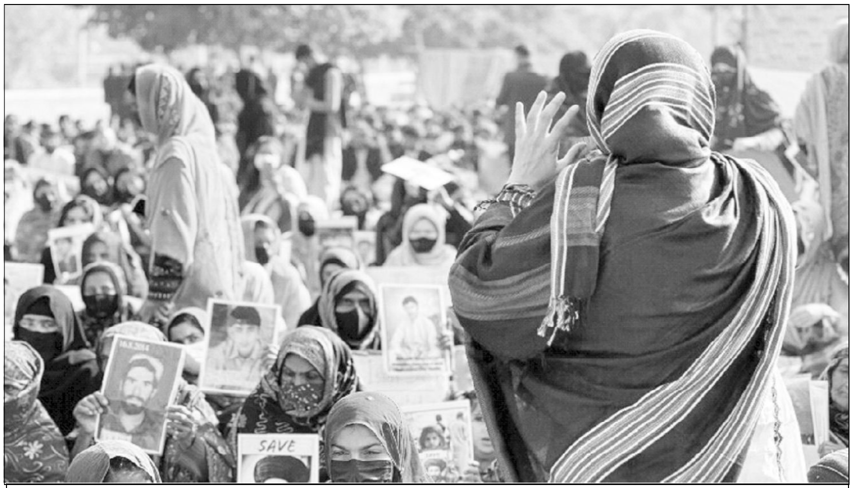

اسلام آباد میں نیشنل پریس کلب کے باہر بلوچ مظاہرین کا دھرنا جاری ہے

کوئی مستقبل نہیں۔ ریاست نے ہم سے ہمارا بچپنا چھین لیا ہے۔ ہم اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار اور بے بس ہیں۔ ہماری خواہشیں اور تمنائیں مرچکی ہیں۔ ہمارے پاس واحد چارہ پُرامن طریقے سے اپنی آوازیں بلند کرنا ہے، مگر ریاست کو یہ بھی برداشت اور قبول نہیں۔

ریاست سوتیلی ماں کی طرح سلوک کرتی ہے۔ ہمارے تحفظات پر توجہ دینے اور جائز مطالبات پر کان دھرنے کی بجائے، یہ اپنے وزراء کے ذریعے ہمارے خلاف پراپیگنڈہ مہمیں چلاتی اور جھوٹے و من گھڑت مقدمے درج کرتی ہے۔

محرک

بطور متاثرین اور لاچار شہری ہمیں اس نظام میں رہنا اور لڑنا ہوگا۔ بچوں، بہنوں اور ماؤں کی حیثیت سے ہم آواز بلند کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب بیس کے پیٹے میں نوجوان مولا بخش کو اس کے گھر سے اٹھایا گیا، اور انسداد دہشت گردی کی عدالت میں پیش کرنے کے بعد مبینہ مقابلے میں قتل کر دیا گیا تو اُس کے خاندان نے طے کیا کہ وہ خاموش نہیں رہیں گے۔ پورا تربت، زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے لوگ، ذات، عقیدے، سماجی رتبے، سیاسی نظریے اور مذہبی عقائد سے بالاتر ہو کر بالاچ کے خاندان کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ تربت کی طرف سفر کے دوران مَیں نے ضلع کیچ کے دور دراز علاقوں کے درجنوں غریب گھرانوں کو دیکھا جو ضلعی صدر مقام کا سفر کرنے کی استطاعت بھی نہیں رکھتے ہوں گے۔ اُن کے پیارے لاپتہ ہیں اور کسی کو خبر نہیں۔ ان کے کیسز قلم بند نہیں ہوئے۔ کچھ غریب گھرانوں کے پاس موبائل فون تک نہیں؛ بہت سوں نے بتایا کہ ان کے عزیزوں کو ماورائے عدالت قتل کر دیا گیا تھا۔ اُنہوں نے محض نعشیں لیں اور واپس گھر لوٹ گئے۔

تاہم، بالاچ کے واقعے نے سب کچھ بدل ڈالا۔ عدالت نے نومبر کے آخری ہفتے نوٹس لیا۔ لاپتہ لوگوں کے درجنوں خاندانوں نے میری طرح اُس کے بے جان جسم کے ساتھ عدالت کی طرف مارچ کیا۔ یہ انوکھا مقدمہ تھا جس میں ایک مردہ انسان عدالت میں پیش ہوا۔ وہی لمحہ تھا جب ہم نے بلوچستان کا دورہ کرنے، متاثرین سے ملنے، اُن کے واقعات قلم بند کرنے اور انہیں اسلام آباد لے جانے کا تہیہ کیا۔ اسلام آباد جہاں فیصلے ہوتے ہیں۔ اس بار مَیں اکیلی نہیں آئی۔ ہم درجنوں یا سینکڑوں نہیں؛ بلکہ لاپتہ افراد کی سینکڑوں مائیں، بیویاں، بچے، بھائی اور باپ اسلام آباد آئے ہیں تاکہ اُن کی درد بھری کتھا سُنی جائے، اُن کے زخموں کا علاج ہو اور اُن کی مدد ہو سکے۔

ہم بروز بدھ سورج غروب ہونے کے بعد اسلام آباد پہنچے مگر ہمیں نیشنل پریس کلب کی طرف بڑھنے کی اجازت نہ دی گئی۔ ریاست نے لاٹھیوں سے ہماری آؤ بھگت کی، عمر رسیدہ ماؤں، نوجوان طالب علموں اور بچوں کو پہلے سڑکوں پر گھسیٹا اور پھر زندان میں ڈال دیا۔ اگلے دن، چیختی چلاّتی عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کو زنانہ پولیس اسٹیشن سے گھسیٹ کر باہر نکالا اور پھر کوئٹہ واپس بھیجنے کے لیے بسوں میں دھکیل دیا۔

مگر کیوں؟ ہمیں احتجاج کرنے اور اپنے جبری لاپتہ پیاروں کے متعلق سوالات کرنے کی اجازت کیوں نہیں؟

چودہ برسوں کے دوران، میں پُرامن ایکٹیوازم کی راہ پہ چلتی رہی ہوں اور اسی راہ پہ گامزن رہوں گی۔ تمام گھرانے اس امید کے ساتھ اسلام آباد آئے ہیں کہ اُن کی آواز سُنی اور زخم مندمل کیے جائیں گے۔ البتہ، ان کے ساتھ ریاست کے سلوک کی بدولت بہت سے غصے اور ناامیدی سے دوچار ہیں۔ کم ازکم ریاست یہ تو کرسکتی ہے کہ اُنہیں مارنے پیٹنے کی بجائے سُنے اور اُن کے زخموں پر نمک نہ چھڑکے۔

لکھاری جبری لاپتہ افراد کی بحفاظت بازیابی کے لیے ایک متحرک کارکن ہیں۔

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا۔ جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوانِ جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتے تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جاسکے۔

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

تربت لانگ مارچ: 'یہ جمہوری اُمنگوں کا بامعنی اظہار تھا'

عاصم سجاد اختر

بلوچستان کے معاملے کے علاوہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو پاکستان میں کسی کی سیاسی پوزیشن کو واضح کرتا ہو۔ گزشتہ بدھ کی رات یہ بات اس وقت مزید واضح ہوئی جب تربت سے اسلام آباد جانے والے پُرامن، غیر مسلح مظاہرین کے ایک قافلے کو وفاقی دارالحکومت میں داخلے سے جبری طور پر روک دیا گیا۔

پچھلے چند ہفتوں میں، بلوچ لانگ مارچ نے حقیقتاً ایک ہلچل پیدا کی ہے اور ہزاروں بلوچ خواتین، مردوں اور بچوں کے ساتھ ساتھ ترقی پسند سیاسی کارکنوں، دیگر برادریوں سے تعلق رکھنے والے قوم پرستوں اور عام لوگوں کو بھی متحرک کیا ہے۔ نوجوان خواتین کی قیادت میں یہ قافلہ بلوچستان اور پھر سرائیکی، پختون اور پنجابی علاقوں سے گزرا۔ یہ جمہوری امنگوں کا سب سے زیادہ بامعنی اظہار تھا اور اس بات کا بھی کہ حالیہ دنوں میں ایک فیڈریشن کیسی ہوسکتی ہے۔ پھر یہ لوگ اسلام آباد کے مضافات میں پہنچ گئے۔

مارچ کرنے والوں کے مطالبات کافی سادہ ہیں، لیکن یہ ان کی سادگی ہی ہے جو ہم پر حکمرانی کرنے والوں کے لیے ناگوار ہے۔ مظاہرین کے مطالبات ہیں کہ جبری گمشدگیوں کے گھناؤنے عمل کو ختم کیا جائے 'انکاؤنٹر کلنگ'، جو ابتدائی طور پر تربت میں احتجاج کا سبب بنی، کا خاتمہ کیا جائے اور ان لوگوں کا احتساب ہو جو اس طرح کے تمام طریقوں میں ملوث ہیں۔ یہ بہت سادہ سے مطالبات ہیں جن کے مضمرات بہت گہرے ہوسکتے ہیں۔

ایسے مطالبات اٹھانا ممنوع کیوں ہے اور خاص طور پر بلوچ نوجوانوں کے لیے وہ کچھ بیان کرنا کیوں ممنوع ہے جو پاکستان میں تقریباً ہر کوئی پہلے ہی جانتا ہے یعنی کہ ریاست کے کچھ اہلکار ایسے ہیں جو اپنی مرضی کے مالک ہیں اور ان کا احتساب نہیں کیا جاسکتا۔

جس وقت لانگ مارچ جاری تھا اس وقت مرکزی دھارے کی جماعتیں بلوچستان کے الیکٹ ایبلز کو گھیرنے میں مصروف تھیں۔ نگران وزیر داخلہ سرفراز بگٹی تو سب کی نظروں میں تھے۔ انہوں نے الیکشن کمیشن کی طرف سے 8 فروری کے انتخابات کی تاریخ کی توثیق کرتے ہی استعفیٰ دے دیا تھا۔ آخر کار وہ پیپلز پارٹی میں شامل ہوگئے۔

نگران وزیر اعظم کا تعلق بھی بلوچستان سے ہے۔ لانگ مارچ کرنے والوں پر پرتشدد کریک ڈاؤن کے بعد بتایا گیا کہ انہوں نے فوری نوٹس لیا۔ اسلام آباد ہائی کورٹ نے بھی حراست میں لیے گئے سیکڑوں افراد کی جانب سے درخواست دائر کرنے کے بعد کارروائی کی۔ اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے کہ بلوچوں کو بار بار ظلم کا نشانہ بنایا جاتا ہے اور ان کے زخموں پر مزید نمک چھڑکنے کے بعد ہی ان کا برائے نام مداوا کیا جاتا ہے؟

زبیدہ مصطفیٰ نے گزشتہ ہفتے اس منظّم جبر کے بارے میں لکھا تھا جس نے بنگالیوں میں مسلسل عدم اطمینان بڑھایا اور بالآخر بنگلہ دیش کی تخلیق کا باعث بنا۔ شاید ایسی باتیں لکھنے

ایسے مطالبات اٹھانا ممنوع کیوں ہے اور خاص طور پر بلوچ نوجوانوں کے لیے وہ کچھ بیان کرنا کیوں ممنوع ہے جو پاکستان میں تقریباً ہر کوئی پہلے ہی جانتا ہے یعنی کہ ریاست کے کچھ اہلکار ایسے ہیں جو اپنی مرضی کے مالک ہیں اور ان کا احتساب نہیں کیا جاسکتا۔

کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ تاریخ سے سبق سیکھا جائے، لیکن بلوچستان کا معاملہ یہ واضح کرتا ہے کہ نہ صرف کچھ سیکھا نہیں گیا بلکہ ریاست اب مزید عسکریت کا شکار ہے۔

درحقیقت، رواں ہفتے اسلام آباد کے مضافات میں نظر آنے والے مناظر نے شکوک وشبہات کا شکار افراد کو اس بات پر قائل کرنا مزید مشکل بنا دیا ہے کہ ایک جمہوری وفاق اب بھی ممکن ہے جس میں بلوچ جیسی قومیں حقیقی شہریت رکھتی ہوں۔ یقینی طور پر ان لوگوں کے رویوں اور اعمال کو بیان کرنے کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے جو ہم پر پرانے زمانے کے نوآبادیاتی طریقوں سے حکمرانی کرتے ہیں۔

مارچ کرنے والوں کا مطالبہ تھا کہ انہیں وفاقی دارالحکومت میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے اور انہیں اپنی بات کہنے دی جائے۔ ان کی زبان آگ بھڑکانے والی نہیں تھی یہ ایک درخواست تھی کہ انہیں سنا جائے۔ تاریخی ٹریک ریکارڈ کو دیکھتے ہوئے وہ یقینی طور پر بہت زیادہ توقعات کے ساتھ نہیں آئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ نوجوان خواتین اور مائیں جو پیدل چل کر اس مقام تک پہنچیں جو

وفاق کی علامت سمجھا جاتا ہے، صرف یہ کہہ رہی تھیں کہ انہیں پرامن احتجاجی کیمپ میں جانے کی اجازت دی جائے، ان پر لاٹھی چارج نہیں ہونا چاہیے تھا، ان پر واٹر کینن کا استعمال نہیں ہونا چاہیے تھا اور پولیس وین میں نہیں ڈالنا چاہیے تھا۔

ملک کے مرکزی دھارے کو بھی حالیہ مہینوں میں ان میں سے کچھ ہتھکنڈوں کا سامنا کرنا پڑا ہے، خاص طور پر ان لوگوں کو جو جیل میں بند سابق وزیر اعظم سے اپنی وفاداری کا عہد کرتے رہتے ہیں۔ بہت سے لوگ جنہوں نے اب جبر کا تجربہ کیا ہے وہ پوچھتے ہیں کہ ان کے ساتھ اتنا وحشیانہ سلوک کیوں کیا جارہا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ اب ان کے ساتھ وہ سلوک کیا جارہا ہے جو بہت سے بلوچوں اور ان کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنے والوں کو ایک طویل عرصے تک برداشت کرنا پڑا۔ اس بات کو تسلیم کرنا واقعی ایک ایسی جمہوری جدوجہد کے امکانات کو بڑھانا ہے جس میں سب سے زیادہ مظلوم کو مرکزیت حاصل ہوتی ہے۔

اسلام آباد داخلے پر لانگ مارچ کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کی وجہ سے اس مارچ کے راستے میں ہونے والے اظہارِ یکجہتی کو فراموش نہیں کیا جانا چاہیے۔ اسٹیبلشمنٹ کا احتساب وہ سیاست دان نہیں کریں گے جو اس کے ساتھ مل کر رہنا چاہتے ہیں۔ واحد امید یہی ہے کہ تمام ترقی پسند اور وہ عام لوگ جو گمشدگیوں اور 'انکاؤنٹر' کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں سے اپنی نفرت کے اظہار کے لیے سڑکوں پر نکل آئے ہیں، یہ تسلیم کرلیں کہ یہ جدوجہد شاید اب بھی ایک منصفانہ اور جمہوری مستقبل کی طرف لے جائے۔

لکھاری قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد میں پڑھاتے ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

بلوچستان میں انسانی حقوق کے تحفظ پر زور

مکران 10 دسمبر کو انسانی حقوق کے عالمی دن پر مکران کے بنیادی مسائل سے متعلق ایچ آر سی پی ریجنل آفس تربت میں ایک مشاورتی پروگرام منعقد کیا گیا جس میں اتفاق رائے سے یہ قراردادیں منظور کی گئی۔

- محکمہ انسداد دہشت گردی کے ہاتھوں جعلی مقابلے میں بالاچ مولا بخش، عبدالشکور عبدالودود اور سیف اللہ کا قتل ایک غیر آئینی، غیر قانونی، غیر اخلاقی اور وحشیانہ عمل ہے جس کی ہم شدید مذمت کرتے ہیں۔
- ایف سی کے ہاتھوں شعیب ڈرائیور کا قتل بھی ایک غیر آئینی، غیر قانونی، غیر اخلاقی اور وحشیانہ عمل ہے جس کی ہم شدید مذمت کرتے ہیں۔
- تربت بھوک ہڑتالی کیمپ کے ساتھ اظہار یکجہتی کے سلسلے میں آنے سے روکنے کے لیے پشتون تحفظ موومنٹ کے سربراہ منظور پشتین کے قافلے پر مسلح حملہ اور منظور پشتین کی گرفتاری کا عمل غیر آئینی اور وحشیانہ عمل ہے۔
- واپڈا کی جانب سے بجلی کے بلوں میں شدید اضافہ واپس لیا جائے۔
- ماورائے آئین و عدالت اغوا، قتل اور جبری گمشدگیوں کا سلسلہ بند کیا جائے۔
- بچوں اور عورتوں کے ساتھ زیادتیوں کا سلسلہ بند کیا جائے۔
- منشیات کی یلغار کی روک تھام کی جائے۔
- ماہی گیروں کو مزدوروں کا درجہ دے کر انہیں سرکاری ملازم بنایا جائے۔
- غیر قانونی غیر ملکی اور غیر صوبائی ٹرالروں کی آمدورفت روکی جائے۔
- سرحدی تجارت میں رکاوٹوں کا سلسلہ بند کیا جائے۔
- چیک پوسٹوں میں کمی لائی جائے۔
- ماہی گیروں کے بچوں کو تعلیمی وظائف فراہم کیے جائیں۔
- مہنگائی میں کمی لائی جائے۔
- تعلیم یافتہ نوجوانوں اور دیگر مستحق لوگوں کو روزگار فراہم کیا جائے۔
- بجلی کی لوڈ شیڈنگ ختم کی جائے۔
- مکران سمیت تمام بلوچستان کو سوئی گیس فراہم کی جائے۔
- مکران میں صنعتیں قائم کی جائیں۔
- مکران کی زراعت کو ترقی دی جائے اور اس مقصد کے لیے کاشتکاروں کو مالی امداد اور زرعی قرضے فراہم کیے جائیں۔
- طلبہ یونینوں پر سے پابندیاں ختم کی جائیں۔
- ازادی اظہار رائے میں مداخلتوں کا سلسلہ بند کیا جائے۔
- صحافیوں، سول سوسائٹی کے کارکنوں اور انسانی حقوق کے کارکنوں کو ہراساں کرنے کا سلسلہ بند کیا جائے۔
- مکران سمیت بلوچستان کے دیگر علاقوں کے قدرتی وسائل میں سے مکران اور بلوچستان کے حصوں میں اضافہ کیا جائے۔
- سیکورٹی فورسز کی جانب سے سیکورٹی کے نام پر اصل فرائض سے غیر ضروری تجاوزات کا سلسلہ بند کیا جائے۔
- مکران سمیت تمام بلوچستان کے لاپتہ افراد کو فوری طور پر بازیاب اور رہا کیا جائے۔
- مکران سمیت بلوچستان کے کسی بھی شہر میں کم از کم ایک ایسا معیاری اسپتال قائم کیا جائے جس میں تمام اہم طبی شعبے اور ضروری سہولیات موجود ہوں تاکہ یہاں کے مریضوں کو علاج معالجے کے لیے کراچی اور ملک کے دوسرے شہروں میں جانے کی ضرورت نہ پڑے۔
- کیچ اور تربت میں تجاوزات اور تعمیرات کی روک تھام کی جائے۔
- مکران میں ثقافتی و تاریخی ورثہ کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔
- مکران میں کاریزوں کی تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔

(وقار قیوم)

تورغر پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے کارکنان نے صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع تورغر میں انسانی حقوق کے عالمی دن کی مناسبت سے ایک پروگرام کا انعقاد کیا جس میں زندگی کے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ ایچ آر سی پی کے متحرک کارکن زاہد خان نے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے انسانی حقوق کا عالمی منشور منظور کیا تھا جس میں انسانی حقوق سے متعلق دفعات شامل ہیں۔ دنیا کی ریاستوں نے عالمی منشور کو تسلیم کیا اور عہد کیا کہ وہ اپنے ممالک میں انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے تمام ضروری اقدامات کریں گی۔ پاکستان نے اپنے آئین میں بھی انسانی حقوق کے عالمی منشور کی مطابقت میں مختلف دفعات شامل کیں جو بنیادی انسانی حقوق کی ضمانت دیتی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ دنیا میں وہی ریاستیں کامیاب و کامران ہوئی ہیں جنہوں نے اپنے شہریوں کے بنیادی حقوق اور بنیادی آزادیوں کی حفاظت کی ہے۔ جمہور کے فیصلوں کو ماننا اور انسانوں سمیت تمام جانداروں کے حقوق کی پاسداری کرنا کامیاب ریاست کی نشانی ہے۔ تورغر میں لڑکیوں کی تعلیم کی راہ میں حائل رکاوٹوں کو فوری طور پر ختم کر کے لڑکیوں کی تعلیم کے لیے تمام ضروری اقدامات کیے جائیں۔ اس کے علاوہ، بچوں کی شادیوں کی روک تھام کے لیے بھی کوششیں کی جائیں۔ مزید برآں، صحت اور تفریح کے لیے ضروری انتظامات کرنا بھی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ اس کے علاوہ، عوام کو انصاف کی فراہمی کے لیے یہاں کیمپ عدالت کے قیام اور سول جج کی تعیناتی بھی انتہائی ضروری ہے۔

(زاہد خان)

سال 2023 کے یو این ہیومن رائٹس پرائز کے حقداروں کا اعلان

جنرل اسمبلی کے صدر سابا کوروشی نے 2023 میں انسانی حقوق کے شعبے میں 'اقوام متحدہ کا اعزاز' حاصل کرنے والی شخصیات کے ناموں کا اعلان کیا۔ یہ اعزاز 1966 میں جنرل اسمبلی نے شروع کیا تھا اور پہلی مرتبہ یہ 1968 میں 10 دسمبر کو دیا گیا جو اب انسانی حقوق کا دن ہے۔ ہر پانچ سال کے بعد یہ اعزاز انسانی حقوق کے شعبے میں نمایاں کام کرنے والی شخصیات کو دیا جاتا ہے۔ قبل ازیں جمی کارٹر، نیلسن منڈیلا، ڈاکٹر ڈینس مکویج، ایلینا روزویلٹ، ملالہ یوسفزئی اور انٹرنیشنل کمیٹی آف ریڈ کراس (آئی سی آر سی) یہ اعزاز وصول کر چکے ہیں۔ اس سال یہ اعزاز پانے والوں میں بیلاروس میں انسانی حقوق کا مرکز "ویازنا"، جمہوریہ کانگو کی جولیا نے لوسینج، یوروگوئے کے جولیو پیریرا اور سول سوسائٹی کے اداروں، بدیسی لوگوں، سوشل میڈیا کی تحریکوں اور مقامی سماجی گروہوں کا عالمی اتحاد شامل ہیں۔

اعزازات دینے کی تقریب

یہ اعزاز پانے والوں کا انتخاب ایک خصوصی کمیٹی نے رکن ممالک، اقوام متحدہ کے نظام اور سول سوسائٹی کی جانب سے موصول ہونے والی 400 سے زیادہ نامزدگیوں میں سے کیا۔

اس کمیٹی کی صدارت جنرل اسمبلی کے صدر کرتے ہیں اور اس کے ارکان میں ادارے کی معاشی و سماجی کونسل، انسانی حقوق کونسل، خواتین کی صورتحال کے بارے میں کمیشن اور انسانی حقوق کونسل کی مشاورتی کمیٹی کے سربراہ شامل ہیں۔

انسانی حقوق کے لیے اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر کے دفتر (او ایچ سی ایچ آر) نے خصوصی کمیٹی کو معاونت فراہم کی۔

اس موقع پر سابا کوروشی نے کہا کہ اعزاز پانے والوں کی لگن نازک دور میں انسانی حقوق کی عالمگیر نوعیت کا اظہار ہے۔

2023 کے اعزازات سے متعلق تقریب رواں سال دسمبر میں اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر واقع نیویارک میں ہوگی جو کہ یوم انسانی حقوق کے حوالے سے سرگرمیوں کا حصہ ہے۔

(بشکریہ یو این نیوز)

انسانی حقوق کے عالمی دن کی اہمیت اجاگر کرنے کے لیے تقریب کا اہتمام

محمد صدیق

چمن 10 دسمبر کو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے چمن کے کارکنان نے انسانی حقوق کے عالمی دن کی مناسبت سے کاکوزئی ہاؤس بائی پاس روڈ چمن میں ایک اجلاس کا انعقاد کیا۔ اجلاس سے پاکستان کمیشن برائے حقوق کے کارکن اور جہدحق کے نامہ نگار محمد صدیق مدنی، فرید نثار ایڈووکیٹ، حافظ سیف الرحمان اور پروفیسر خلیل اللہ مدنی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج دنیا بھر میں انسانی حقوق کا عالمی دن منایا جارہا ہے۔ یہ دن 72 سال قبل 1948ء میں اقوام متحدہ میں منظور کردہ انسانی حقوق کے ایسے شاندار عالمی منشور کی یاد دلاتا ہے جسے انسانی حقوق کا عالمی منشور کہا جاتا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب دوسری جنگ عظیم کے اختتام کے بعد انسانیت لہولہان تھی، دنیا کے مختلف جنگ زدہ علاقوں میں انسانی حقوق کی پامالی عام بات بن چکی تھی۔ دنیا جاپان کے شہر ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی حملے کی تباہ کاریوں کے بعد خوف زدہ تھی۔ لیگ آف نیشن دنیا کو جنگ عظیم سے باز رکھنے میں ناکامی کی بناء پر اپنا وجود کھو بیٹھی تھی اور ایک نیا عالمی ادارہ اقوام متحدہ کے نام سے منظر عام پر آچکا تھا۔ ایسے کڑے وقت میں اقوام متحدہ کے سامنے سب سے بڑا چیلنج انسانی حقوق کا تحفظ تھا۔ اس حوالے سے 10 دسمبر 1948ء کو اقوام متحدہ کے 48 اراکین ممالک نے پیرس میں عالمی منشور برائے انسانی حقوق کی متفقہ طور پر منظوری کا عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا۔ اقوام متحدہ کے تحت پہلی مرتبہ نہ صرف بنیادی انسانی حقوق کا تعین کیا گیا بلکہ انسانی حقوق کی جامع تعریف بیان کرتے ہوئے تمام ممبران ممالک کیلئے یکساں اصول وضع کئے گئے۔ عالمی قرارداد کی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے متن کا دنیا بھر میں تقریباً چار سو زبانوں میں ترجمہ کیا جاچکا ہے۔ جنگ عظیم دوئم کی تباہ کاریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے جدید انسانی تاریخ میں اپنی نوعیت کی پہلی منفرد کاوش قرار دیا جاتا ہے۔ مقررین نے مزید کہا کہ اقوام متحدہ کی عالمی قرارداد کل تیس شقوں پر مشتمل ہے جو واضح الفاظ میں دنیا بھر کے انسانوں کیلئے بنیادی انسانی حقوق اور آزادی سے زندگی بسر کرنے کے عزم کا اعادہ کرتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جنگ سے سب سے زیادہ متاثرہ طبقہ خواتین کا ہوتا ہے اور ایک خاتون ہی امن کی صحیح اہمیت سمجھ سکتی ہے، یہ کہاوت 1948ء میں سو فیصد درست ثابت ہوئی جب امریکہ کی خاتون اول اینا ایلینور روزویلٹ نے عالمی قرارداد کے متن کی تیاری کا بیڑہ اٹھایا۔ اینا ایلینور روزویلٹ نے جنگ عظیم دوئم کی تباہ کاریوں کا قریب سے مشاہدہ کرتے ہوئے عالمی برادری کو جنگ سے باز رکھنے کا عزم کیا، انہیں امریکہ کے اقوام متحدہ میں سفارتی مشن کا سربراہ بھی مقرر کیا گیا۔ روزویلٹ کی ٹیم میں سوویت یونین، کینیڈا، چین اور عرب ممالک سمیت دنیا بھر کے قانونی

> **یہ دن 72 سال قبل 1948ء میں اقوام متحدہ میں منظور کردہ انسانی حقوق کے ایسے شاندار عالمی منشور کی یاد دلاتا ہے جسے انسانی حقوق کا عالمی منشور کہا جاتا ہے یہ وہ زمانہ تھا جب دوسری جنگ عظیم کے اختتام کے بعد انسانیت لہولہان تھی، دنیا کے مختلف جنگ زدہ علاقوں میں انسانی حقوق کی پامالی عام بات بن چکی تھی۔**

ماہرین شامل تھے۔ عالمی منشور کی شق نمبر ایک کے مطابق تمام انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں اور وہ برابری کی سطح پر عزت و احترام کے مستحق ہیں۔ انسانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کی فضاء قائم رکھنی چاہئے، شق نمبر تین اور چار میں انسانوں کو آزادی سے زندگی بسر کرنے اور تحفظ کی ضمانت فراہم کرتے ہوئے غلامی کی نفی کی گئی ہے، شق نمبر اٹھارہ اور انیس میں مذہبی آزادی کی فراہمی پر زور دیا گیا ہے، عالمی منشور کے مطابق ہر انسان کو آزادی ہونی چاہئے کہ وہ اپنے مذہبی عقائد کے مطابق زندگی بسر کرسکے، اسی طرح آزادی اظہار رائے کو بھی یقینی بنانا عالمی منشور کا اہم حصہ ہے۔ میرے خیال میں عالمی منشور کی ہر شق دنیا بھر میں انسانی حقوق کیلئے سرگرم کارکنوں کے دل کی آواز ہے۔ ہمیں سمجھنا چاہئے کہ ہم مذہبی، قومی، جغرافیائی، لسانی یا رنگ ونسل کے لحاظ سے مختلف ضرور ہوسکتے ہیں لیکن ہمارے خون کا رنگ ایک ہے، دنیا کا ہر انسان ایک خدا کی مخلوق ہے، جس کے حقوق کا احترام یقینی بنانا ہم پر لازم ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ انسانی تاریخ گواہ ہے کہ جن ممالک نے اپنے معاشروں میں انسانی حقوق کا احترام یقینی بنایا، وہ ترقی وخوشحالی کے سفر میں تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے جبکہ سویت یونین، ہٹلر کے نازی جرمنی سمیت دیگر طاقتور ریاستوں کے زوال کی سب سے بڑی وجہ انسانی حقوق کی پامالی ہے۔ بطور محب وطن پاکستانی آج ہمارے لئے شرم کا مقام ہے کہ آج انسانی حقوق کی پامالی کے حوالے سے پاکستان کو نکتہ چینی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ یہ ہماری قومی، مذہبی، اخلاقی اور سماجی ذمہ داری ہے کہ ہم قائداعظم کے پرامن وژن پر عمل پیرا ہوکر پاکستان کو ایک ایسا رول ماڈل ملک بنانے کیلئے جدوجہد کریں جہاں ہر انسان چاہے وہ مرد ہو عورت ہو یا بچہ، اقلیت سے تعلق رکھتا ہو یا اکثریت سے، آئینی حدود میں رہتے ہوئے اپنی مرضی سے زندگی بسر کرسکے۔ کسی انسان پر اس کی مذہبی وابستگی کی بناء پر ظلم نہ ہو، کوئی انسان کسی دوسرے کمزور انسان کے حقوق غصب نہ کرسکے۔ مقررین نے مزید کہا کہ بلوچستان کے دوسرے بڑے سرحدی اور قبائلی شہر چمن میں نو لاکھ سے زائد نفوس آباد ہیں۔ ان کا ذریعہ معاش بارڈر کی تجارت پر منحصر ہے۔ روزانہ 20 ہزار سے 30 ہزار تک شہری بارڈر پار کرکے آمد و رفت کرتے ہیں۔ حالیہ گورنمنٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ آئندہ پاک افغان بارڈر چمن پر پاسپورٹ نظام سے آمد و رفت ہوگی جس کے خلاف اہلیان چمن سراپا احتجاج ہیں۔ مقامی لوگوں کیلئے پاسپورٹ کا نظام ناقابل قبول ہے۔ چمن کی تمام سیاسی، سماجی، تاجر جماعتیں اس حوالے سے متحد ہیں اور انہوں نے مشترکہ طور پر گزشتہ پچپن روز سے ایک احتجاجی دھرنا شروع کیا ہوا ہے۔ جب تک گورنمنٹ پاکستان یہ فیصلہ واپس نہیں لیتی احتجاجی دھرنا جاری رہے گا۔ دنیا کے اکثر ممالک کے سرحدی علاقے کے رہائشی ہمیشہ مقامی دستاویزات کا استعمال کرکے سرحد عبور کرتے ہیں۔ حکومت کے اس حالیہ فیصلے سے جہاں سرحد کے اس پار ہزاروں لوگوں کے روزگار پر منفی اثر پڑے گا وہاں اس اقدام سے مہنگائی اور معاشی مسائل سے دوچار اس پار موجود چالیس ہزار افراد جو ہزاروں خاندانوں کے نان شبینہ کے ذمہ دار ہیں بے روزگار ہوجائینگے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام سیاسی جماعتیں اور قبائل ایک صفحہ پر ہیں اور کسی صورت ممکن نہیں کہ یہ سرحدی گزرگاہوں کے لیے ایسی پابندیاں قبول کریں جس سے ہزاروں خاندان روزگار سے محروم ہوں۔ اجلاس کے آخر میں تمام شرکاء میں انسانی حقوق کے عالمی منشور کی کاپیاں بھی تقسیم کردی گئی۔

کم عمری کی شادی قانوناً جرم کیوں ہے؟

اسرارالدین اسرار

پاکستان میں کم عمری کی شادی کی ممانعت کا 1929 کا قانون قومی سطح پر نافذ العمل ہے جس میں بچی کی 16 سال سے کم اور بچے کی 18 سال سے کم عمر کی شادی قانوناً جرم ہے۔ بچوں کے حقوق کا بین الاقوامی کنونشن جس کا پاکستان دستخط وتوثیق کنندہ ہے کے مطابق بچے یا بچی کی اٹھارہ سال سے کم عمر شادی بچوں کے بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔اس ضمن میں پاکستان کے صوبوں نے اپنے لئے الگ الگ قوانین بھی بنائے ہیں تاہم جس صوبے کا اپنا قانون موجود نہیں ہے وہاں مذکورہ قومی قانون نافذ العمل تصور ہوتا ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ دنیا کے بیشتر ممالک نے بچوں کی کم عمری کی شادی کے خلاف قوانین بنا لئے ہیں جن میں اسلامی ممالک بھی شامل ہیں۔ یہ کہنا بے جا نہیں ہوگا کہ دنیا میں کہیں پر بھی کم عمری کی شادی کی اجازت نہیں ہے۔

کم عمری کی شادی کی ممانعت اس لئے ہے کیونکہ اس کے انتہائی منفی اثرات شادی شدہ بچہ یا بچی کے علاوہ ان سے پیدا ہونے والی نسل پر بھی پڑتے ہیں۔ شادی ایک ثقافتی سرگرمی ہی نہیں بلکہ یہ انسانی صحت اور ترقی کا مسئلہ ہے۔ شادی صرف جنسی آسودگی کے لئے نہیں بلکہ ایک خاندان کا ادارہ قائم کرنے کے لئے کی جاتی ہے اس لئے شادہ شدہ جوڑے پر خاندانی وسماجی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ پورے عقل شعور، جسمانی وذہنی مضبوطی ومعاشی بندوبست کے ساتھ شادی کریں۔ ماہرین کا ماننا ہے کہ اٹھارہ سال سے کم عمر لڑکا یا لڑکی جسمانی و ذہنی طور پر اتنے مضبوط نہیں ہوتے اس لئے ان کی صحت شادی کے بعد متاثر ہو جاتی ہے۔خاص طور سے کم عمر لڑکی اگر ماں بن جاتی ہے تو نہ صرف اس کے لئے درکار خون کی قلت کا سامنا ہوتا ہے بلکہ اس سے پیدا ہونے والے بچے بھی خون کی قلت اور دیگر بیماریوں کا شکار ہوسکتے ہیں۔کم عمر ماں کی ہڈیاں اتنی مضبوط نہیں ہوتی ہیں کہ وہ بچہ جنم دینے کی سختی برداشت کر سکے۔اسی طرح کم عمری کی شادی کی وجہ سے تعلیم سمیت لڑکا یا لڑکی کے آگے بڑھنے کا عمل بھی رک جاتا ہے۔ وہ سماجی طور پر پیچھے رہ جاتے ہیں۔سب سے اہم بات یہ ہے کہ کم عمر جوڑا ذہنی طور پر اتنا بالغ نہیں ہوتا کہ وہ اپنے بچوں کی دیکھ بھال اور بہتر تربیت کر سکے۔کم عمری کی شادی کا فائدہ اٹھا کر جب مسلسل اور بلا روک ایک درجن کے قریب بچے پیدا کرنے کی صورت میں ان کی تعلیم وتربیت اور دیکھ بھال کے لئے وسائل کی کمی ہو جاتی ہے جس سے بچوں سے مشقت لی جاتی، بھیک مانگنے پر مجبور کیا جاتا یا ان کی تعلیم و تربیت کے لئے وقت اور وسائل فراہم نہ کئے جانے کی وجہ سے وہ مفید شہری ثابت نہیں ہوسکتے۔ بڑھتی آبادی پاکستان جیسے ملک میں غربت کی بنیادی وجوہات میں سے ایک ہے۔ ماہرین کے مطابق کم عمری کی شادی کے نتیجہ میں کم عمر جوڑے کی ذہنی صحت بھی متاثر ہوتی ہے جبکہ اس کے نتیجہ میں گھریلو اور صنفی بنیادوں پر تشدد کو بھی فروغ ملتا ہے۔ مذکورہ وجوہات سمیت دیگر کئی وجوہات کی وجہ سے کم عمری کی شادی کی دنیا بھر میں ممانعت ہے۔ لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ ہمارے ہاں لوگوں میں اب بھی اس کا شعور نہیں ہے۔ پاکستان کے تمام صوبوں میں یہ سماجی مسئلہ پایا جاتا ہے جبکہ گلگت بلتستان حکومت کی طرف سے 2017 کے ملٹی کلسٹر انڈیکیٹرز سروے کے مطابق گلگت بلتستان میں کم عمری کی شادی کی شرح 26 فیصد ہے جس کی بنیاد پر پاپولیشن کونسل اور یو این ایف پی اے کے اشتراک سے ایک ریسرچ اسٹڈی بھی گئی تھی جس کا حصہ راقم بھی تھے۔ اس ضمن میں 2015 میں مسلم لیگ کی حکومت نے گلگت بلتستان میں اس مسئلے کو روکنے کے لئے الگ قانون بنانے کی کوشش بھی کی تھی اور قانون کا مسودہ اسمبلی میں پیش بھی ہوا تھا مگر چند اراکین اسمبلی کی مخالفت کی وجہ سے وہ قانون نہیں بن سکا۔ پچھلے مہینے خواتین کے قومی کمیشن کی سربراہ نیلوفر بختیار نے بھی اس ضمن میں کوشش کی تھی مگر وہ باور ثابت نہیں ہوسکی۔ اس بات کا یہاں خصوصی ذکر ضروری ہے کہ وفاقی شرعی عدالت نے 2021 میں اپنے ایک اہم فیصلے میں یہ قرار دیا ہے کہ پاکستان کے صوبے عمر کی حد مقرر کر کے اس پر قانون سازی کر سکتے ہیں۔

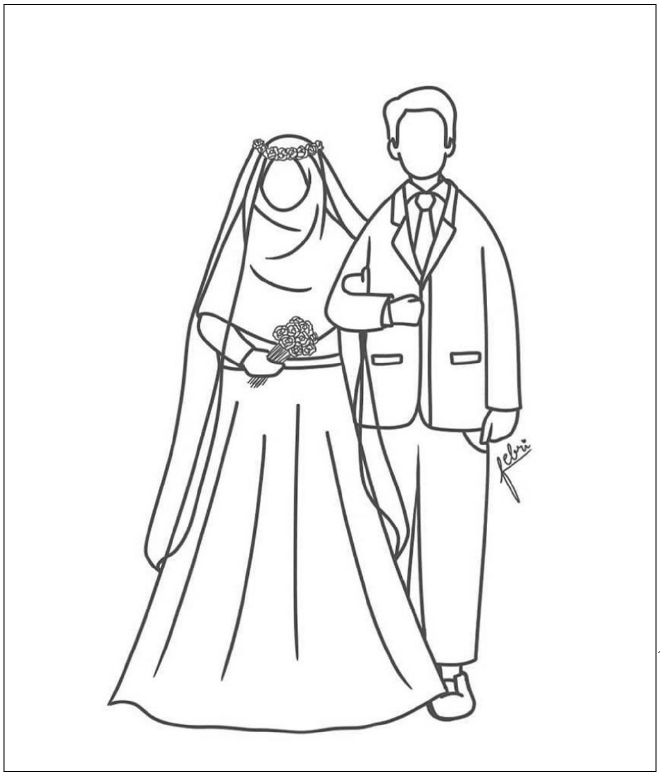

گذشتہ دنوں گلگت بلتستان کے ضلع دیامر میں ایک دوسری جماعت کے نو سالہ طالب علم کی تیرہ سالہ بچی سے شادی کرادی گئی تو بجائے اس پر سنجیدہ بات چیت کرنے کے اس کو سوشل میڈیا میں مذاق کا ذریعہ بنایا گیا۔ واضح رہے کہ یہ ایک انتہائی سنجیدہ اور توجہ طلب سماجی مسئلہ ہے کیونکہ اس سے معاشرے کی اجتماعی تعمیر و ترقی متاثرہ ہونے کے علاوہ بچوں کے حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔حکومت گلگت بلتستان کو چاہئے کہ قومی قانون پر فوری عملدرآمد کے ساتھ گلگت بلتستان میں کم عمری کی شادی کی روک تھام کے لئے قانون بنائے اور اس پر سختی سے عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے، مذکورہ قانون کے تحت کم عمری کی شادی کرنے والے افراد یعنی والدین اور نکاح خواہ کو سزا مل سکتی ہے۔اس کے ساتھ ضرورت اس امر کی بھی ہے کہ تمام بچوں کا میٹرک تک تعلیم حاصل کرنا لازمی قرار دیا جائے تاکہ ہم محض آبادی بڑھانے کی بجائے مفید اور کارآمد شہری پیدا کرسکیں جو اپنے خاندان اور معاشرے کی ترقی میں بہتر کردار ادا کرسکیں۔

شکایات سیل کی ششماہی رپورٹ

عمومی جائزہ

گزشتہ چھ ماہ کے دوران، مرکز شکایات کو کُل 756 شکایات موصول ہوئیں۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ سب سے زیادہ شکایات صنفی تشدد کے خلاف موصول ہوئیں۔ محکمانہ مسائل کے حوالے سے بھی کافی شکایات ملیں۔ انصاف کی فراہمی میں ریاست کی ناکامی کے باعث شہری مدد کے لیے ایچ آر سی پی سے رجوع کرتے رہے۔

اِس کے علاوہ، مذہب کی بے حرمتی اور اقلیتوں کے حقوق سے متعلق مسائل کی شکایات اگرچہ تعداد میں کم تھیں لیکن تواتر سے موصول ہوتی رہیں اور تشویش کا سبب بنی رہیں۔ نوجوانوں کے خلاف آن لائن توہینِ مذہب کے الزامات میں اچھا خاصا اضافہ نظر آیا۔ ایچ آر سی پی کو صرف ایک ماہ میں ایسے 58 کیسز رپورٹ ہوئے۔ مزید برآں، زیرِ نظر عرصہ کے دوران، احمدی برادری کی کم از کم 80 قبروں اور 28 عبادت گاہوں کی بے حرمتی ہوئی۔ تشویش کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمیں ہندو لڑکیوں کے مذہب کی جبری تبدیلی اور اُن کی جبری شادیوں کی 41 شکایات موصول ہوئیں۔

اس کے علاوہ، افغان پناہ گزینوں کو جبری ملک بدر کرنے کے یک لخت حکومتی فیصلے نے کئی مہاجرین کو پناہ، ویزوں اور حفاظت کے حصول کے لیے ایچ آر سی پی کی مدد مانگنے پر مجبور کیا۔ ملک میں سرکاری پناہ گاہیں پہلے ہی کم ہیں جبکہ نجی پناہ گاہیں قانونی پیچیدگیوں کی وجہ سے افغانوں کو پناہ دینے سے خوف زدہ تھیں۔

شکایات کی اقسام

ذیل کے جدول میں، زیرِ نظر عرصہ کے دوران موصول شدہ شکایات کی اقسام اور تعداد بیان ہے:

قسم	تعداد
صنفی تشدد	157
محکمانہ مسائل/انصاف کی فراہمی	120
متفرق شکایات	79
جائیداد/ذاتی تنازعات	62
مذہب کی بے حرمتی	53
نجی حیثیت میں پولیس اہلکاروں کی زیادتیاں	50
ہراسانی	42
عورتوں اور بچوں پر تشدد	35
عورتوں کے حقوق	30
محنت کشوں کے حقوق	33
اقلیتوں کے حقوق	28
جبری گمشدگیاں	26
پناہ کے طلب گار	16
مالی امداد	14
جرائم	8
تارکینِ وطن پاکستانیوں کے مسائل	2
میرٹ کی پامالی	1
کُل	756

صنفی تشدد

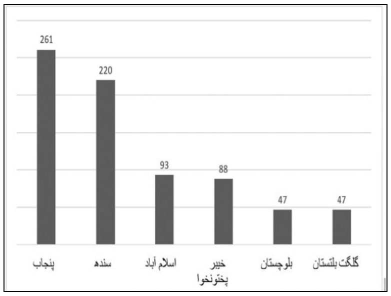

اس عرصہ میں بھی صنفی تشدد عام رہا۔ عورتوں کو جسمانی تشدد، جنسی تشدد، معاشی تشدد، نفسیاتی ہراسانی، اور ونی اور کارو کاری جیسی مذموم روایات کا نشانہ بنایا جاتا رہا۔

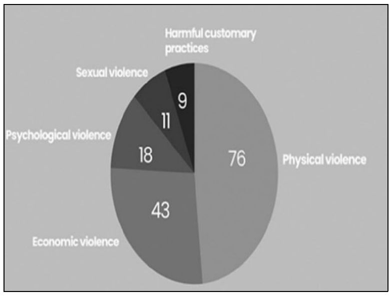

عورتوں پر تشدد اور متاثرین کو انصاف کی فراہمی کے حوالے سے ایچ آر سی پی کے کردار کو سمجھنے کے لیے ذیل میں بیان دو مثالوں پر نظر دوڑائیے۔

ایک مظلوم عورت نے مدد کے لیے ایچ آر سی پی سے رجوع کیا جو اپنے خاوند کی طرف سے جسمانی و نفسیاتی تشدد کا نشانہ بن رہی تھیں۔ ہم نے انہیں لاہور میں اپنے خاوند کے گھر سے نکلنے اور کراچی میں اپنے اہلِ خانہ کے گھر منتقل ہونے میں مدد فراہم کی اور خاوند سے طلاق لینے کے لیے مفت قانونی مدد کے لیے ایک وکیل سے رابطہ کروایا۔

دوسرے وقوعے میں، ڈیرہ غازی خان یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے ایک طالبہ کے ساتھ جنسی زیادتی کی اور وقوعہ کی ویڈیو ریکارڈ کر لی جس میں اس نے لڑکی کو پورا واقعہ بیان کرنے کے لیے (اس نے لڑکی کو بعد میں بلیک میل کرنے کے لیے ویڈیو بطورِ ہتھیار استعمال کی) مجبور کیا۔ پولیس نے پروفیسر کے خلاف مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیا تھا مگر ایچ آر سی پی کی مداخلت کے بعد انسپکٹر جنرل پولیس کی ہدایات پر مقدمہ درج ہو گیا۔ اِس وقت، مرکزی ملزم پولیس کی تحویل میں ہے جبکہ مقدمہ عدالت میں زیرِ سماعت ہے۔

حکومتی اداروں میں وسائل کی کمی

حکومتی سطح پر متاثرین کی شکایات کی مؤثر دادرسی نہ ہونے کی وجہ مالی و انسانی وسائل کی کمی اور شفافیت کا شدید فقدان ہے، خاص طور پر عورتوں اور پس ماندہ طبقوں کی دادرسی کے لیے قائم سرکاری محکموں کا تو یہی حال ہے۔ پنجاب پولیس نے متاثرہ عورتوں کی مدد کے لیے جو سنٹر قائم کیا ہے اُس کے پاس اپنے کام کو مؤثر طریقے سے انجام دینے کے لیے مخصوص عملہ یا فنڈز نہیں ہیں۔ سنٹر کی کارروائیاں جاری رکھنے کے لیے پولیس کے دیگر شعبوں کے اہلکاروں کو اضافی ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ، متاثرین کی مدد کا سنٹر ڈی آئی جی تحقیقات کے دفتر کے اندر واقع ہے جس سے عام عوام کو اس تک رسائی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح خاتون محتسب کے دفتر کو ہمیشہ سے فنڈز کی کمی کا سامنا ہے، خاص طور پر مضافات میں اپنا کام کرنے کے لیے خصوصاً آگاہی کی مہم کے لیے اس کے پاس ضروری فنڈز نہیں ہوتے۔ اسی طرح، ملتان میں عورتوں پر تشدد کے خلاف سنٹر کو وسائل کی شدید قلت کا سامنا ہے۔ اس کے پاس مستقل طبی و قانونی عملہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر اکثر عارضی بنیادوں پر دیگر محکموں سے ڈیوٹی دینے آتے ہیں اور کچھ ماہ بعد واپس چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح، وکیل اپنی پسند کی ملازمت کا انتظار کرنے کے دورانیہ میں عارضی طور پر عورتوں پر تشدد کے خلاف سنٹر میں مختصر مدت کے لیے خدمات انجام دیتے ہیں۔ مزید برآں، 30 جون 2023 سے ستمبر 2023 تک تمام عملے نے بطورِ احتجاج کام نہیں کیا کیونکہ انہیں پچھلے چار ماہ سے تنخواہیں نہیں مل رہی تھیں۔ قصہ مختصر، پسماندہ طبقوں کے لیے سرکار کے امدادی ڈھانچوں میں وسائل اور شفافیت کے فقدان نے جامع اصلاحات کی ضرورت کو مزید

اجاگر کیا ہے تا کہ ان کی کارکردگی اور خدمات کی فراہمی میں نمایاں بہتری آ سکے۔

محکموں کے مابین تعاون، شعور اور شفافیت کا فقدان

قانون کی ناقص عملداری، غیر مؤثر نظم و نسق، اور خدمات کی فراہمی کے سرکاری نظام میں خامیوں کی وجہ سے گذشتہ چھ ماہ کے دوران لوگوں کو انصاف تک رسائی میں بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ایچ آر سی پی نے ایسے کئی کیسز قلمبند کیے ہیں جن میں سرکاری اداروں نے عوام کو معلومات دینے سے انکار کیا، سرکاری اہلکاروں نے بدنظمی کا مظاہرہ کیا اور سرکاری اداروں نے عوام کے مسائل سے لاتعلقی اختیار کی۔ علاوہ ازیں، سرکاری اہلکاروں میں شفافیت کی قلت بھی بڑا مسئلہ ہے۔ مثال کے طور پر، ضیاء کے دور میں، تمام سرکاری پناہ گاہوں کی نگرانی و معائنے کے ذمہ دار سٹیزن بورڈ ختم کر دیے گئے تھے۔ اس اقدام سے شدید بدعنوانی نے جنم لیا جس کا مشاہدہ ہم نے کاشانہ کیس میں کیا، اگرچہ کاشانہ کیس کو ذرائع ابلاغ کی بہت زیادہ توجہ ملی اور ایچ آر سی پی نے سول سوسائٹی کی کچھ دیگر تنظیموں کے ساتھ مل کر سٹیزن بورڈز کی بحالی کے لیے کیس دائر کیا ہے مگر ریاست نے سرکاری پناہ گاہوں کی نگرانی کے نظام کو بہتر کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں کیا۔

محکمانہ مسائل کی نشاندہی کے لیے ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس میں ایک عورت نے اپنے متوفی خاوند کی جائیداد میں سے اپنا حصہ لینے کے لیے ایچ آر سی پی کے ذریعے خاتون محتسب سے رجوع کیا۔ مہینوں کی تاخیر کے بعد محتسب نے تحصیلدار کو حکم دیا کہ شکایت دہندہ کو اُن کی تمام جائیداد لوٹائی جائے۔ حیران کن طور پر، تحصیلدار، اسسٹنٹ تحصیلدار اور مقامی پولیس محتسب کے عدالتی اختیارات سے لاعلم تھے۔ یا پھر انہوں نے قصداً لاعلمی کا اظہار کیا اس کے علاوہ، وہ انگریزی میں تحریری احکامات سمجھنے سے قاصر تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے شکایت دہندہ سے محتسب کے حکم نامے کا اُردو ترجمہ کروانے کو کہا۔ حکم نامہ پڑھنے کے بعد انہوں نے کہا کہ وہ محتسب کے دفتر کی موجودگی سے لاعلم تھے لہذا اُنہیں پہلے کسی قانونی ماہر سے مشورہ کرنا پڑے گا۔

آن لائن توہینِ مذہب اور حراستی تشدد

مذہب کی بے حرمتی سے متعلق مبہم قوانین نے لوگوں کو اپنے ذاتی جھگڑے نمٹانے اور سیاسی انتقام کے لیے مذہب کے نام پر مقدمے درج کروانے کا موقع فراہم کیا ہے۔ حالیہ مہینوں میں، مذہب کی بے حرمتی کے قوانین کے تحت مقدمات کے اندراج اور مشتعل ہجوم کے حملوں میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ جڑانوالہ میں مشتعل ہجوم کا مسلح حملہ اس حوالے سے نمایاں مثال ہے۔

ایچ آر سی پی کو اڈیالہ جیل سے 58 کیسز موصول ہوئے جہاں درجنوں نوجوان 295 سی کے تحت قید ہیں۔ تقریباً تمام کو چند لڑکیوں نے واٹس ایپ پر دوستی کا جھانسہ دیا اور پھر اُن کے ساتھ مذہب سے متعلق تضحیک آمیز مواد کا تبادلہ کیا۔ ایسے معاملات کا شکار ہونے والوں میں دو بچوں کی ماں اور بصارت سے محروم ایک لڑکا بھی شامل ہے۔ مزید برآں، ہمیں ایف آئی اے کی حراست میں کچھ عام لوگوں (جن کا ایف آئی اے سے تعلق نہیں) کے ہاتھوں قیدیوں پر شدید تشدد کی اطلاعات بھی ملی ہیں۔ ان کیسز میں تقریباً تمام ایف آئی آرز "توہینِ مذہب پر قانونی کمیشن پاکستان" نامی ایک گروپ کے لوگوں نے درج کروائی تھیں۔ گروپ کے قائد، راؤ عبدالرحیم پیشے کے اعتبار سے وکیل ہیں۔ انہوں نے خود کئی ایف آئی آر درج کروائیں اور کئی کیسز میں شکایت دہندگان کی نمائندگی کی۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اس گروپ نے مارچ 2023 میں ایک پریس کانفرنس کی تھی اور راؤ عبدالرحیم بول اور حق ٹی وی سمیت کئی ٹی وی چینلز پر بطورِ مہمان اسپیکر مدعو ہو چکے ہیں۔ یہ امر تشویشناک ہے کہ یہ گروپ نہ صرف لوگوں کو توہینِ مذہب کے مقدمات میں پھانستا ہے بلکہ اپنے ٹویٹر اکاؤنٹ پر ان کی تفصیلات ظاہر کر کے ان کے اہل و عیال کی سلامتی کو بھی داؤ پر لگاتا ہے۔ بدقسمتی سے، بہت کم وکیل ان مقدمات میں متاثرین کی قانونی مدد کے لیے آمادہ ہوتے ہیں اور مفت قانونی مدد کی فراہمی تو بہت ہی کم ہے۔

اقلیتوں کے حقوق

ایچ آر سی پی نے مذہبی اقلیتوں کے حقوق کی پامالیوں میں شدید اضافے کا مشاہدہ کیا ہے۔ ذرائع ابلاغ میں رپورٹ ہونے والے بلوائی تشدد کے واقعات کے علاوہ، ہمیں گذشتہ چھ ماہ کے دوران احمدیوں کی عبادت گاہوں کی بے حرمتی سے متعلق کم از کم 28 جبکہ احمدی برادری کے افراد کی 80 سے زائد قبروں کی توڑ پھوڑ کی شکایات موصول ہوئی ہیں۔ علاوہ ازیں، جنوبی پنجاب اور سندھ میں کم عمر ہندو لڑکیوں کے مذہب کی جبری تبدیلی اور اُن کی جبری شادیوں کا تشویشناک رجحان بھی جاری رہا۔ اس طرح کے کم از کم 41 واقعات ایچ آر سی پی کو رپورٹ ہوئے۔

بہاولپور میں، ایک ہندو لڑکی کو اغوا کر کے ایک بالغ مسلمان مرد سے بیاہی گئی۔ پولیس نے لڑکی کو عدالت میں پیش کیا جہاں اس نے بیان دیا کہ اُس نے کبھی اسلام قبول

ایچ آر سی پی کو اڈیالہ جیل سے 58 کیسز موصول ہوئے جہاں درجنوں نوجوان 295 سی کے تحت قید ہیں۔ تقریباً تمام کو چند لڑکیوں نے واٹس ایپ پر دوستی کا جھانسہ دیا اور پھر اُن کے ساتھ مذہب سے متعلق تضحیک آمیز مواد کا تبادلہ کیا۔ ایسے معاملات کا شکار ہونے والوں میں دو بچوں کی ماں اور بصارت سے محروم ایک لڑکا بھی متاثرین میں شامل ہے۔ مزید برآں، ہمیں ایف آئی اے کی حراست میں کچھ عام لوگوں (جن کا ایف آئی آر سے تعلق نہیں) کے ہاتھوں قیدیوں پر شدید تشدد کی اطلاعات بھی ملی ہیں۔ ان کیسز میں تقریباً تمام ایف آئی آرز "توہینِ مذہب پر قانونی کمیشن پاکستان" نامی ایک گروپ کے لوگوں نے درج کروائی تھیں۔ گروپ کے قائد، راؤ عبدالرحیم پیشے کے اعتبار سے وکیل ہیں۔ انہوں نے خود کئی ایف آئی آر درج کروائیں اور کئی کیسز میں شکایت دہندگان کی نمائندگی کی۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اس گروپ نے مارچ 2023 میں ایک پریس کانفرنس کی تھی اور راؤ عبدالرحیم بول اور حق ٹی وی سمیت کئی ٹی وی چینلز پر بطورِ مہمان اسپیکر مدعو ہو چکے ہیں۔

نہیں کیا اور یہ کہ اُس کی شادی زبردستی کی گئی۔ لڑکی کو اس کے اہل خانہ کے سپرد کر دیا گیا۔

اُوپر مذکور مثالیں پاکستان میں انسانی حقوق کی بگڑتی صورتِ حال کی ٹھوس شہادت ہیں۔ یہ لوگوں کو روزمرہ بنیادوں پر درپیش مختلف مشکلات اور زیادتیوں کی نشاندہی بھی کرتی ہیں، اور ساتھ ہی فوری مداخلت کا تقاضا بھی کرتی ہیں۔ ریاست کے محدود وسائل اور بعض اوقات ملی بھگت کی وجہ سے ان مسائل میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ اِن مشکل حالات کے دوران، ایچ آر سی پی پختہ عزم کے ساتھ ضرورت مندوں کی مدد کر رہا ہے۔ ایچ آر سی پی نے اپنی انتھک کوششوں کی بدولت انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے متاثرین کو انتہائی ضروری ریلیف اور امداد کی فراہمی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ یہ سب کچھ ایچ آر سی پی نے ممکن الائنس، ویمن محتسب، ویمن کرائسز سنٹر اور دیگر معتبر اداروں کے تعاون سے کیا ہے۔

ایچ آر سی پی کے انتخابی بلیٹن کے اہم مشاہدات

ایچ آر سی پی کے انتخابی بلیٹن کے پہلے شمارے سے کچھ اہم مشاہدات (جنوری سے ستمبر 2023)

- خیبر پختونخوا اور پنجاب میں نگران حکومتیں اپنی آئینی مدت سے کہیں زیادہ تجاوز کر گئی ہے۔ اگر فروری میں انتخابات ہوتے ہیں تو یہ دونوں صوبائی حکومتیں 14 ماہ اور وفاق، سندھ اور بلوچستان کی حکومتیں چھ ماہ تک برسراقتدار رہیں گی۔
- پی ٹی آئی سے وابستہ سیاست دانوں کے خلاف امتیازی سلوک پر مبنی احتسابی مہم چل رہی ہے۔ پی ٹی آئی کے کارکنوں کے خلاف ہنگامہ آرائی اور آتش زنی کے مقدمات کی تحقیقات کئی ماہ گزرنے کے بعد بھی مکمل نہیں ہوسکی۔
- الیکشن کمیشن کی کئی مجوزہ حلقہ بندیوں کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے کہ وہ آبادی میں 10 فیصد فرق کی 'قانونی ترجیح" کے معیار پر پورا نہیں اترتیں، جس سے الیکشن ایکٹ 2017 میں ترمیم میں تسلیم شدہ مساوی حق رائے دہی کے اصول کو نقصان پہنچا ہے۔
- اگرچہ الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) نے اعلان کیا ہے کہ انتخابات جنوری 2024 کے آخری ہفتے میں ہوں گے، لیکن کوئی حتمی تاریخ طے نہیں کی گئی۔
- ایک مضبوط تاثر ہے کہ عدلیہ دوسرے اداروں کی طرح دھڑے بندی کا شکار ہے۔
- سبکدوش ہونے والی وفاقی حکومت نے کئی قوانین، جن میں زیادہ تر غیر ضروری عجلت میں، فوجی اسٹیبلشمنٹ کی آشیرباد لینے کے لیے منظور کیے اور ان کا انتخابی نتائج پر اثر پڑنا ناگزیر ہے۔
- ایسا لگتا ہے کہ وفاقی نگران حکومت انتخابی سیاست میں فوج کے مضبوط کردار کی حمایت کرتی ہے۔
- بلوچستان اور خیبر پختونخوا (کے پی) میں امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورت حال سیاسی کارکنوں کے پرامن اجتماع کی آزادی کے حق کو متاثر کر رہی ہے۔ خوف کا یہ ماحول پولنگ کے دن تک سیاسی امیدواروں اور رائے دہندگان دونوں کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔

انتخابی بلیٹن کے دوسرے شمارے سے کچھ اہم مشاہدات (اکتوبر)

- پولنگ کے دن کی صحیح تاریخ کے بارے میں غیر یقینی صورت حال اکتوبر کے آخر تک برقرار رہی، مختلف حلقوں نے الزام لگایا کہ اسٹیبلشمنٹ کے طاقتور عناصر کسی نہ کسی بہانے عام انتخابات کو موخر کروانا چاہتے ہیں۔
- سیاسی جماعتیں، سول سوسائٹی اور ذرائع ابلاغ ان انتخابات کے منصفانہ ہونے کے بارے میں بدستور فکرمند ہیں اور ان خدشات کا اظہار کیا کہ 9 مئی کے واقعات کو انتخابی نتائج پر اثرانداز ہونے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔
- پی ٹی آئی اور پی پی پی سمیت کچھ سیاسی جماعتوں نے مسلم لیگ (ن) کے قائد میاں نواز شریف کی چار سالہ جلاوطنی سے واپسی کے بعد 'لیول پلینگ فیلڈ' کی عدم موجودگی پر تنقید کی ہے۔
- انتخابی ماہرین نے مختلف بنیادوں پر حلقوں کی حد بندی پر سوال اٹھایا ہے۔
- 9 مئی کے فسادات کے بعد سے کم از کم چار سیاستدانوں کو جبری طور پر لاپتہ کیا گیا۔ واپسی پر، انہوں نے پی ٹی آئی یا سیاست سے علیحدگی کا کھلے عام اعلان کیا۔
- حاضر سروس فوجی افسران کو سویلین اداروں میں تعینات کرنے کا عمل جاری رہا، جس سے انتخابات کی ساکھ داؤ پر لگ گئی ہے۔
- سیاسی کارکنوں کی پُرامن اجتماع کی آزادی پر اس کے مضمرات کے لحاظ سے بلوچستان میں سیکیورٹی کی صورتحال تشویش کا سبب رہی کیونکہ سیاسی کارکنوں کی پُرامن اجتماع کی آزادی پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔
- نگراں حکومتوں پر کم از کم دو معاملات میں اپنے اختیار سے تجاوز کرنے کا الزام لگایا گیا۔
- اکتوبر میں ایک مثبت پیش رفت میں عدالتِ عظمیٰ کے پانچ رکنی بینچ کا فیصلہ سامنے آیا جس میں 9 مئی کے احتجاج کے بعد گرفتار کیے گئے 102 شہریوں کے فوجی ٹرائل کو کالعدم قرار دیا گیا۔

انتخابی بلیٹن کے تیسرے شمارے سے کچھ اہم مشاہدات (نومبر)

- آئندہ عام انتخابات کے بارے میں غیر یقینی صورتحال نومبر کے اوائل میں جزوی طور پر ختم ہوگئی جب الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) نے اعلان کیا کہ انتخابات 8 فروری 2024 کو ہوں گے۔ اس کے باوجود انتخابات میں تاخیر کی افواہیں گردش کرتی رہیں۔
- اجتماع اور اظہار رائے کی آزادی پر قدغن لگائی گئی، پارٹی رہنماؤں کو انتخابی مہم چلانے سے روکا گیا، سیاسی رہنماؤں کو کئی بار گرفتار کیا گیا، کچھ کو جبری طور پر لاپتہ کر دیا گیا اور دیگر کو احتجاج میں شرکت سے روکا گیا۔
- قبل از انتخابات غیر مؤثر ماحول میں ایک سے زائد 'بادشاہ کی پارٹی'، 'پسندیدہ' کو فاتح قرار دیا جا رہا ہے۔ اس سے اُن معمولی جمہوری کامیابیوں کو نقصان پہنچے گا جنہیں حاصل کرنے میں پاکستان کو دہائیاں لگیں۔
- الیکشن کمیشن آف پاکستان (ای سی پی) نے پی ٹی آئی سے کہا کہ اگر وہ کرکٹ بلے کے اپنے نشان کو برقرار رکھنا چاہتی ہے تو انٹرا پارٹی انتخابات کرائے جبکہ پارٹی فروری میں ہونے والے انتخابات میں حصہ لینے کے لیے نئے چیئرپرسن کے انتخاب کے لیے تگ و دو کر رہی ہے۔
- اٹھارویں ترمیم کے ساتھ ساتھ قومی مالیاتی کمیشن فارمولے کی ممکنہ واپسی کے حوالے سے تشویش ناک بحث جاری تھی، یہی مؤقف ماضی میں ملک کی فوجی اسٹیبلشمنٹ کا رہا ہے۔
- ملک میں سلامتی کی صورتحال تسلی بخش نہیں تھی جس سے خاص طور پر خیبر پختونخوا اور بلوچستان متاثر ہوئے اور تربت میں مبینہ ماورائے عدالت ہلاکتیں ہوئیں۔
- 13 نومبر کو فوجی عدالتوں کی حمایت میں سینیٹ نے ایک متنازع قرارداد منظور کی۔ تاہم اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بڑی سیاسی جماعتوں نے قرارداد کے خلاف شدید احتجاج کیا۔
- اکتوبر میں شہریوں کے فوجی ٹرائل کو غیر آئینی قرار دینے کے عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے باوجود، دو سابق فوجی افسران کو 'بغاوت پر اکسانے' کے الزام میں جیل بھیج دیا گیا۔
- انتخابی فہرستوں میں صنفی فرق بھی باعثِ تشویش ہے، جہاں لاکھوں خواتین ووٹرز اب بھی 'غائب' ہیں۔

موسمیاتی بحران سے نمٹنے میں غیر محفوظ ملکوں کو ترجیح دی جائے

'کاپ '28' میں پانچویں روز ترقی پذیر ممالک میں موسمیاتی تبدیلی کے سامنے سب سے زیادہ غیرمحفوظ لوگوں کے لیے مالی مدد کی فراہمی کا معاملہ بات چیت کا مرکز رہا جن میں نوجوان اور خواتین سرفہرست ہیں۔

اس موقع پر دنیا بھر سے آئے متعدد شرکا نے اپنے علاقوں میں موسمیاتی اتھل پتھل کے تباہ کن اثرات کے بارے میں بتایا۔ انہوں نے نقصان اور تباہی کے فنڈ سے مالی وسائل کی فراہمی میں ایسے علاقوں کو ترجیح دینے کی بات کی جو موسمیاتی تبدیلی کے نتیجے میں سب سے زیادہ نقصان اٹھا رہے ہیں۔

امدادی امور کے لیے اقوام متحدہ کے ادارے (اوچا) کے نائب سربراہ جوائس سویا نے ان مالی وسائل میں اضافے کی اہمیت پر زور دیا۔ کاپ میں مندوبین سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ دنیا بھر کے لوگوں کے سروں پر موسمیاتی تبدیلی کے خطرے کی تلوار لٹک رہی ہے۔

اوچا نے ہنگامی اقدامات کے لیے اقوام متحدہ کے مرکزی فنڈ (سی ای آر ایف) کے تحت 'کلائمیٹ ایکشن اکاؤنٹ' قائم کیا ہے۔ اس کا مقصد سیلاب، خشک سالی، طوفانوں اور شدید گرمی جیسی آفات کا مقابلہ کرنے کے لیے مالی وسائل کی فراہمی کے اضافی ذرائع ممکن بنانا ہے۔

موسمیاتی تبدیلی پر اقوام متحدہ کے بین الحکومتی پینل (آئی پی سی سی) کا کہنا ہے کہ 3.5 ارب لوگ یا دنیا کی تقریباً نصف آبادی ایسے علاقوں میں رہتی ہے جنہیں موسمیاتی تبدیلی سے بڑے درجے کے خطرات لاحق ہیں۔

گھروں اور روزگار کی تباہی

دبئی میں جاری اقوام متحدہ کی اس عالمی موسمیاتی کانفرنس میں سینیگال سے تعلق رکھنے والی نوجوان گلوکارہ اوی گوئی بھی شریک ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے سینیگال کے دارالحکومت ڈاکار میں ان کا آبائی گھر بڑھتے سمندر کی نذر ہو گیا تھا۔ اس واقعے کے بعد سے وہ موسمیاتی تبدیلی کے خلاف سرگرم کردار ادا کر رہی ہیں۔

یو این نیوز سے بات کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ بڑھتی ہوئی حدت اور سینیگال کے معاملے میں دیکھا جائے تو سطح سمندر میں اضافے سے روزگار اور گھر تباہ ہو رہے ہیں، غربت اور تشدد میں اضافہ ہو رہا ہے اور لوگ خطرناک

راستوں سے مہاجرت اختیار کر رہے ہیں۔ نوجوان بہتر حالات کی تلاش میں سمندری سفر کا خطرہ مول لیتے ہیں اور اس دوران بہت سے لوگوں کی جان بھی چلی جاتی ہے۔

650 ملین ڈالر کے وعدے

موسمی شدت کے واقعات دنیا بھر میں بھاری نقصان کا باعث بن رہے ہیں۔ اقوام متحدہ کے موسمیاتی ادارے 'ڈبلیو ایم او' کے زیرقیادت 'یونائیٹڈ ان سائنس' رپورٹ کے مطابق 1970 اور 2021 کے درمیان ایسے واقعات میں 4.3 ٹریلین ڈالر کا مالی نقصان ہو چکا ہے۔ ایسے بیشتر واقعات ترقی پذیر ممالک میں پیش آئے۔

موسمیاتی تبدیلی کے سامنے غیرمحفوظ ممالک کو اس مسئلے کے بدترین اثرات سے تحفظ دینے کے لیے گزشتہ برس شرم الشیخ میں ہونے والی کاپ 27 میں نقصان اور تباہی کے فنڈ پر اتفاق کیا گیا تھا۔ دبئی میں جاری حالیہ کاپ کے پہلے روز اس فنڈ کو فعال کرنے پر اتفاق ہوا جو اس کانفرنس میں حاصل ہونے والی پہلی بڑی کامیابی ہے۔

اس فنڈ کے لیے اب تک 650 ملین ڈالر سے زیادہ رقم دینے کے وعدے کیے جا چکے ہیں۔ موسمیاتی تبدیلی سے بری طرح متاثرہ علاقوں کی نمائندگی کرنے والوں نے مندوبین پر زور دیا ہے کہ ان مالی وسائل کی اُن لوگوں کو فراہمی یقینی بنائی جانی چاہیے جنہیں ان کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

غیرمحفوظ لوگ

دنیا بھر میں نقل مکانی پر مجبور ہونے والے 110 ملین سے زیادہ لوگوں کی بڑی تعداد موسمی خطرات کے باعث اپنے علاقے چھوڑ رہی ہے۔

پناہ گزینوں کے لیے اقوام متحدہ کے ادارے (او سی ایچ اے) کے سربراہ فلیپو گرینڈ نے سوشل میڈیا کے پلیٹ فارم ایکس پر کہا ہے کہ ہنگامی موسمی حالات کے نتیجے میں بے گھر ہونے والوں کی آواز سنی جانی چاہیے۔ ان کا کہنا ہے کہ موسمیاتی تبدیلی کے خلاف منصوبہ بندی اور وسائل مختص کیے جانے کے عمل میں ان لوگوں کو بھی نمائندگی ملنی چاہیے۔

'او سی ایچ اے' کی موسمیاتی ٹیم کے سربراہ گریگ پولے نے کانفرنس کے شرکا کو بتایا کہ یہ شدید ناانصافی ہے کہ موسمیاتی تبدیلی سے وہی لوگ سب سے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں جن کا یہ مسئلہ پیدا کرنے میں کوئی کردار نہیں ہے۔ موسمیاتی تبدیلی سے نمٹنے کے لیے مالی وسائل کی فراہمی کا معاملہ ہو تو یہ ممالک پچھلی صفوں میں کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔

تاریک زندگی

کاپ '28' میں موسمیاتی بحران کے انسانوں پر اثرات بحث مباحثے کا مرکز ہیں۔ کانفرنس میں 'یو این ایچ سی آر' اور 'آئی او ایم' کی جانب سے منعقدہ اجلاس میں متاثرہ علاقوں سے خواتین کے حقوق کے لیے سرگرم مندوبین توجہ کا مرکز رہے۔

سول سوسائٹی کے ادارے گلوبل پلیٹ فارم فار ایکشن کی رکن جوئیل ہانگی نے جمہوریہ کانگو (ڈی آر سی) کے کاکاوما کیمپ میں پناہ گزین کی حیثیت سے خود کو پیش آنے والے مسائل سے آگاہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ اس کیمپ میں 94 فیصد سے زیادہ پناہ گزینوں کو بجلی تک قابل بھروسہ اور پائیدار رسائی حاصل نہیں ہے۔ اگر قابل تجدید توانائی کے ذرائع کام

لیا جائے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

یو این نیوز سے بات کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ تاریکی میں عدم تحفظ کا خدشہ بڑھ جاتا ہے۔ اس کیمپ میں بہت سے لوگ اس لیے اپنی زندگیوں کو تبدیل نہیں کر سکتے کیونکہ ان کی بجلی تک رسائی نہیں ہے۔

ہانگی نقل مکانی کرنے والے لوگوں کی زندگی میں تبدیلی لانے کے لیے کوشاں ہیں اور کیمپ میں لوگوں کی انٹرنیٹ تک رسائی بہتر بنانے اور کھانا بنانے کے ماحول دوست طریقے متعارف کرا رہی ہیں۔

تخفیف پر سرمایہ کاری

کینیا کی امدادی تنظیم 'گو ڈائریکٹلی' کی رکن کیرولائن ٹیٹی نے یو این نیوز سے بات کرتے ہوئے موسمیاتی تبدیلی کے اثرات جھیلنے والے لوگوں کو براہ راست نقد امداد دے کر بااختیار بنانے کی اہمیت کو واضح کیا۔ ان کی تنظیم 'یو این ایچ سی آر' کے اشتراک سے پناہ گزینوں کے لیے کام کرتی ہے۔

انہوں نے افریقی ملک موزمبیق کے ایک منصوبے کی مثال دی جہاں رواں سال کے آغاز میں سمندری طوفان فریڈی کی آمد سے پہلے لوگوں کو نقد امداد مہیا کی گئی تھی۔ اس امداد کی بدولت لوگوں کے لیے خطرے کی زد پر آیا علاقہ چھوڑنا اور سیلاب سے بچاؤ کی تیاری کرنا ممکن ہوا۔ اس طرح بنیادی ڈھانچے کو سیلابی پانی کے سامنے مضبوط و محفوظ بنانے میں بھی مدد ملی۔

انہوں نے ملاوی میں جاری ایک منصوبے کا حوالہ بھی دیا جہاں موسمیاتی تبدیلی سے متاثرہ لوگوں کو 800 ڈالر نقد امداد فراہم کی گئی تاکہ وہ قدرتی آفت آنے سے پہلے محفوظ جگہوں پر منتقل ہو سکیں۔

ان کا کہنا تھا کہ اگر موسمیاتی تبدیلی کے اثرات کو محدود رکھنے پر سرمایہ کاری کی جائے تو اس کے لیے سستے، تیز رفتار اور سادہ طریقوں سے مدد لی جا سکتی ہے جن کی بدولت بعض مسائل سے کامیاب طور پر نمٹا جا سکتا ہے۔

اختراعی امدادی اقدامات

کانفرنس میں شریک مندوبین نے مزید مشمولہ اور اختراعی امدادی اقدامات کرنے پر زور دیا۔ ایسے اقدامات کے لیے نقل مکانی کرنے والے لوگوں سے بھی مدد لی جا سکتی ہے اور ان کی بدولت امداد کے لیے متواتر محتاجی کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

اسی بات کو دہراتے ہوئے اقوام متحدہ کے عالمی پروگرام برائے خوراک (ڈبلیو ایف پی) کے سربراہ برنہارڈ کوواچ نے یو این نیوز کو بتایا کہ اختراعات مختصر مدتی طور پر بھی پُرامید ہو سکتی ہیں اور ان کی بدولت اب بھی تبدیلی ممکن ہے۔

ان کا کہنا تھا کہ بہتر نتائج کی حامل ایسی اختراعات پر مزید سرمایہ کاری کی ضرورت ہے جن سے موسمیاتی تبدیلی کے سنگین ترین اثرات کو کم کیا جا سکے۔

اس مقصد کے لیے 'ڈبلیو ایف پی' نے اختراعات کی رفتار تیز کرنے کے منصوبے شروع کیے ہیں۔ ان کے لیے نجی انشورنس سے کام لیا گیا ہے۔ اس کا مقصد چھوٹے کسانوں کو فائدہ پہنچانا یا انہیں سیٹلائٹ تصاویر یا مصنوعی ذہانت کی مدد سے موسمیاتی تبدیلی سے مطابقت پیدا کرنے میں مدد دینا ہے۔

علاوہ ازیں اس میں موسمیاتی آفات سے بری طرح متاثر ہونے والی اور روایتی مالی معاونت سے محروم خواتین کسانوں اور کاروباری منتظمین کے لیے چھوٹے قرضوں کی فراہمی بھی شامل ہے۔

(بشکریہ یو این نیوز)

نسل کُشی روکنا انسانی حقوق کے تحفظ کا لازمی جزو، وولکر ترک

5 دسمبر 2023۔ اقوام متحدہ کے ہائی کمشنر برائے انسانی حقوق وولکر ٹُرک نے تمام ممالک پر نسل کُشی کے خلاف کنونشن کی توثیق کے لیے زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ انسانی حقوق کو تحفظ دینے کے لیے اس جرم کی روک تھام ضروری ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ دنیا کو نسل کشی کی انتباہی علامات کو دیکھتے ہوئے اس پر قابو پانے کے اقدامات کرنا ہوں گے۔ انہوں نے یہ بات اس جرم کی روک تھام اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کی سزا یقینی بنانے کے کنونشن کی 75 ویں سالگرہ پر کہی۔ ہائی کمشنر نے کہا کہ ہولوکاسٹ کے ناقابل بیان جرائم سے حاصل ہونے والے اہم اسباق کی بدولت اس کنونشن کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بعدازاں کمبوڈیا، روانڈا، سابق یوگوسلاویہ اور دیگر جگہوں پر نسل کشی کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ نسل کشی کی روک تھام اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کا محاسبہ انسانی حقوق کے فروغ کے لیے لازمی اہمیت رکھتا ہے۔ انہوں نے اس کنونشن کو ایک ضروری اور ہنگامی اہمیت کی حامل دستاویز قرار دیا جسے دسمبر 1948 میں انسانی حقوق کے عالمگیر اعلامیے کی منظوری کے وقت اختیار کیا گیا تھا۔ یہ اعلامیہ اقوام متحدہ کی تاریخ میں انسانی حقوق سے متعلق پہلا معاہدہ ہے۔

آن لائن ضوابط میں بہتری کی ضرورت

ہائی کمشنر نے واضح کیا کہ نسل کشی کی روک تھام محض بین الاقوامی قانون پر عملدرآمد کا معاملہ ہی نہیں بلکہ تمام انسانیت کا اہم ترین اصول بھی ہے۔ یہ کنونشن تمام ممالک اور لوگوں پر زور دیتا ہے کہ وہ چوکس رہیں اور نسل کشی کی روک تھام اور اس کے ذمہ داروں کو سزا کے اقدامات کا مطالبہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ نسل کشی کے حالات پیدا کرنے میں عموماً توہین آمیز بیانات کا بھی اہم کردار ادا ہوتا ہے۔ دور حاضر میں سوشل میڈیا پر دوسروں کو بدنام کرنے کی مہمات ان بیانات کو مزید ہوا دیتی ہیں یہاں تک کہ تشدد کو جائز قرار دینا معمول کی بات بن جاتی ہے۔ ہائی کمشنر نے کہا کہ آن لائن سرگرمیوں سے متعلق قوانین وضوابط کو بہتر بنا کر ڈیجیٹل دنیا میں نسل کشی کے اقدامات کو روکنا ضروری ہے۔

احتساب کی اہمیت

انہوں نے کہا کہ نسل کشی انتباہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ یہ نسل، قومیت، مذہب یا دیگر بنیادوں پر منظم تفریق کے واقعات کا نتیجہ ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں عام لوگوں، اقلیتوں اور مخصوص سماجی گروہوں کے انسانی حقوق کی سنگین پامالی بھی بالآخر نسل کشی پر منتج ہوتی ہے۔ اس معاملے میں احتساب بھی ضروری ہے اور اس کا مطلب محض متاثرین کو انصاف دلانا نہیں بلکہ یہ اس لیے بھی اہم ہے کہ احتساب سے نسل کشی کے خاتمے میں مدد ملتی ہے۔ جب اس کا ارتکاب کرنے والوں کو کھلی چھوٹ مل جائے تو ایسے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ وولکر ٹُرک نے نسل کشی کے خلاف کنونشن کی توثیق نہ کرنے والے تمام ممالک پر زور دیا کہ وہ اسے اپنی اعلیٰ ترین ترجیح بنائیں تاکہ مشترکہ انسانیت کو تحفظ دیا جا سکے۔

(بشکریہ یو این نیوز)

قلم آزاد

ترتیب وادارت: ادریس بابر

غزہ ہولوکاسٹ

میرا نام میری ٹانگ پہ لکھ دو، ماں!
میرا نام میری ٹانگ پہ لکھ دو، ماں!
گہرے سیاہ انمٹ مارکر سے
جس کی روشنائی
آسانی سے بہہ کر
پھیل نہ سکے
لہو کی طرح
ضائع نہ جائے
جل کر راکھ نہ ہو
میرا نام میری ٹانگ پہ لکھ دو، ماں!
ذرا دھیان سے، لفظ ٹھیک واضح ہوں!
ذرا دیکھ کے، حرف خوب روشن ہوں!
اور ماں، جلدی میں کہیں بھول نہ جاو
اپنے خاص چٹکاروں سمیت ہی لکھنا
تمہیں کیا پتا، نی مائے!
مجھے کتنا سکون ملے گا
آنکھیں بند کرتے وقت
تمہاری تحریر دیکھ کر
میرا نام میری ٹانگ پہ لکھ دو، ماں!
اور ہاں، میرے بہن بھائیوں کے نام بھی
ان کے ہاتھ پیروں پر یاد سے لکھ دینا
یوں ہم سب آپس میں جڑے رہیں گے
اور ہمیشہ جانے جائیں گے
تمہارے بچوں کے طور پر
میرا نام میری ٹانگ پہ لکھ دو، ماں!
اور اپنا نام بھی، پلیز!
اور بابا کا نام بھی
دونوں اپنی ٹانگوں پر ابھی سے لکھ لو
ہاں نا ماں، تاکہ ہم یاد رکھے جائیں
ایک ہی خاندان کی حیثیت میں!
میرا نام میری ٹانگ پہ لکھ دو، ماں!
جب ہمارے سروں پر بم پھٹے
اور چھت اور دیواروں تلے
تڑخ جائیں ہماری کھوپڑیاں
اور ٹوٹ جائیں ہماری پسلیاں
تب ہمیں شناخت کیا جاسکے
ہماری ٹانگوں کی مدد سے
میرا نام میری ٹانگ پہ لکھ دو، ماں!
تا کہ بعد میں سنا سکیں
ہماری ٹانگیں، ہماری کہانیاں
کیسے ہمارے پاس
نہیں رہنے دی گئی
بچ نکلنے کے لیے
کوئی ایک جگہ بھی

نظم: فلسطینی شاعرہ زینا عزام
ترجمہ۔ادریس بابر

ایک بے ستارہ رات کے حصار میں

ایک بے ستارہ رات میں گھرا ہوا
میں کروٹ پہ کروٹ بدلتا ہوں
ایک دم سے زمین تھرتھراتی ہے
میں بستر سے فرش پر آ رہتا ہوں
کھڑکی سے باہر جھانکتا ہوں تو
کیا دیکھتا ہوں، سامنے والا گھر
ابھی تو کھڑا تھا اپنے قدموں پر
بس اب نہیں ہے، اور ہے بھی تو
کسی از کار رفتہ قالین کی طرح
بچھا پڑا، زمین پر زمین کی طرح
روندتے ہیں جسے میزائل، بے آواز
تہہ دار چھلوں کی مانند چپ چاپ
جیسے تہی تن پیر کرتے ہوں پرواز
سابق ہمسایوں کے سابق گھر میں
میرے سان گمان میں بھی نہ تھا
ابھی تک ہے وہی چھوٹا سا ٹی وی،
بیٹھک کی اپنے سہارے کھڑی دیوار
کی زینت وہی دیکھی بھالی تصویر
میں بھلا کیسے جان سکتا تھا۔۔ کہ
ان کی بلی نے تازہ بلونگڑے دیے ہیں

نظم: فلسطینی شاعر موسی ابوطحا
ترجمہ: ادریس بابر

ساری تمہاری فوجیں

یہ مشتعل لڑاکے
یہ ٹینک، بھاری توپیں
یہ ان گنت وسائل
اور کون ہے مقابل؟
بس اک اکیلا لڑکا
ہاتھوں میں لے کے کنکر
تنہا ڈٹا ہوا ہے
آنکھیں وہ جن کے آگے
سورج کو ماند دیکھوں
مسکان جس کے اندر
میں پورا چاند دیکھوں
حیران رہ گیا ہوں
میں سوچ میں پڑا ہوں
کون ان میں سے ہے بزدل
اور کون ہے بہادر
کون ان میں سے ہے باطل
اور کون ہو گا حق پر
میں خواب دیکھتا ہوں
سچ کو زبان مل جائے
بس خواب دیکھتا ہوں
حق کو امان مل جائے

ترجمہ: ادریس بابر

مزدوروں کے مطالبات منظور کیے جائیں

ٹنڈو محمد خان ہائڈرو ورکرز یونین کی جانب سے ملازمین کے جائز مطالبات کے حوالے سے ایک احتجاجی ریلی نکالی گئی۔ مقررین نے کہا کہ واپڈا ملک کا ایک بہترین اور منافع بخش ادارہ ہے مگر حکام کی غفلت سے یہ ادارہ تباہ ہو رہا ہے۔ نچلے درجے کے ملازمین کے حقوق غصب کیے جا رہے ہیں۔ ان کے دور دراز علاقوں میں تبادلے کیے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ انہیں ان کی قانونی و آئینی مراعات اور سہولیات فراہم نہیں کی جاتیں۔ ان کا کہنا تھا کہ واپڈا کے ملازمن کے جائز مطالبات فوری حل کئے جائیں دوسری صورت میں ملک کی بجلی بند اور کام چھوڑ ہڑتال کی جائے گی۔ ریلی کے شرکاء سے خطاب کرنے والوں میں یونس نظامانی، عبدالرشید میمن، فیاض میمن، عزیز میمن اور زاہد کھوسہ شامل تھے۔

(یعقوب لطیف سومرو)

مظاہرین کے خلاف پولیس کا کریک ڈاؤن

خیبر پشتون تحفظ موومنٹ (پی ٹی ایم) کے سربراہ منظور احمد پشتین کی گرفتاری کے خلاف خیبر چوک باڑہ بازار میں پی ٹی ایم کے احتجاجی مظاہرین پر پولیس کا کریک ڈاؤن۔ خیبر چوک سے احتجاجی مظاہرین باڑہ پریس کلب پہنچے تاہم وہاں بھی پولیس کی بھاری نفری آئی جس کی وجہ سے احتجاج ریکارڈ نہ ہو سکا۔ باڑہ پولیس کے مطابق امن وامان کی خراب صورتحال کے باعث لوگوں کا اکٹھا ہونا ٹھیک نہیں اس لئے ایکشن لیا گیا۔ تاہم پی ٹی ایم کے ضلعی کوآرڈینیٹر کے مطابق پولیس نے ان کے ساتھیوں کو حراست میں لیا۔ لاٹھیوں سے مسلح پولیس کی بھاری نفری موجود تھی جس کے باعث مظاہرین کو احتجاج ملتوی کرنا پڑا۔

(مسعود شاہ)

6 مغوی حجام قتل

پشاور پاکستان کے قبائلی ضلع شمالی وزیرستان میں نامعلوم افراد نے چھ حجاموں کو اغوا کرنے کے بعد گولیاں مار کر قتل کر دیا ہے۔ ہلاک ہونے والے تمام افراد کا تعلق پنجاب سے تھا۔ ان افراد کے قتل کے حوالے سے شمالی وزیرستان کے ضلعی پولیس افسر (ڈی پی او) روحان زیب خان کا کہنا تھا کہ حجاموں کو قتل کرنے کا واقعہ شمالی وزیرستان کے دوسرے بڑے قصبے میر علی میں پیش آیا ہے۔ شمالی وزیرستان کے مرکزی شہر میران شاہ سے تعلق رکھنے والے صحافی حاجی مجتبیٰ نے وائس آف امریکہ سے گفتگو میں بتایا کہ ہلاک ہونے والے تمام چھ حجاموں کا تعلق پنجاب سے تھا اور ان افراد کی میر علی بازار میں حجام کی دکانیں تھیں۔ حاجی مجتبیٰ کا مزید کہنا تھا کہ ان چھ حجاموں کو نامعلوم مسلح افراد پیر (یکم جنوری) کی شب اغوا کر کے ساتھ لے گئے تھے جب کہ منگل کی صبح ان کی لاشیں ملی ہیں۔ ان سب کو گولیاں مار کر قتل کیا گیا تھا۔ شمالی وزیرستان کے ڈی پی او روحان زیب خان نے میڈیا سے گفتگو میں بتایا کہ ہلاک ہونے والے حجاموں کی لاشیں تحویل میں لے لی گئی ہیں۔ قانونی کارروائی کے بعد لاشیں ان افراد کے آبائی علاقوں کو روانہ کی جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ اس واقعے کی تحقیقات شروع کر دی گئی ہیں۔ انہوں نے حجاموں کے قتل کو دہشت گردی کا واقعہ قرار دیا۔ پولیس حکام اور مقامی قبائلی رہنماؤں کا کہنا ہے کہ ابھی تک کسی فرد یا گروہ نے اس واقعے کی ذمہ داری قبول نہیں کی۔

'داڑھی کاٹنے سے گریز کریں'؛ جمرود میں مسلح افراد کی مقامی حجام کو دھمکی

شمالی وزیرستان سمیت خیبر پختونخوا کے قبائلی علاقوں میں عسکریت پسند گزشتہ کئی دہائیوں سے متحرک ہیں۔ درہ آدم خیل پر واقع علاقوں میں حجاموں، فن کاروں سمیت دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو عسکریت پسندوں نے مبینہ طور پر تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ عسکریت پسند ماضی میں ان علاقوں میں شہریوں پر داڑھی مونڈھنے پر بھی پابندی عائد کر چکے ہیں۔ افغانستان میں اگست 2021 کے وسط میں طالبان کے برسرِ اقتدار آنے کے بعد پہلی بار شمالی وزیرستان میں حجاموں کے خلاف کوئی کارروائی سامنے آئی۔ شمالی وزیرستان کے سرکردہ قبائلی رہنما ملک خالد خان داوڑ نے وائس آف امریکہ میں اس واقعے کو حکومت اور ریاستی اداروں کی ناکامی قرار دیا۔ ملک خالد خان داوڑ نے کہا کہ حکومتی اور ریاستی اداروں کے اہم عہدیداروں کے دعوؤں کے باوجود دہشت گردی کے واقعات تواتر سے ہو رہے ہیں جس کے نتیجے میں نہ صرف عام لوگ بلکہ سیاسی رہنماؤں کی زندگی کو بھی خطرات ہیں۔ علاوہ ازیں، ضلع خیبر کے سرحدی علاقے میں پیر کی شب پولیس نے جدید ٹیکنالوجی سے دہشت گردوں کا منصوبہ ناکام بنانے کا دعویٰ کیا ہے۔ پشاور کے اعلیٰ پولیس افسر کاشف آفتاب عباسی نے منگل کی صبح ایک بیان میں کہا کہ قبائلی ضلع خیبر کے قریب نصب تھرمل مشین سے دہشت گردوں کی نقل وحرکت کو کنٹرول کر لیا۔ ان کے بقول پشاور کے جمعہ خان خوڑ کے قریب شدت پسند پولیس تھانے اور چوکی پر حملے کے لیے پوزیشن ڈھونڈ رہے تھے۔ لگ بھگ 10 عسکریت پسند تھانے پر حملہ کرنا چاہتے تھے تھرمل ویپنز کی مدد سے شدت پسندوں کا حملہ ناکام بنایا گیا اور حملہ آور رات کی تاریکی میں فرار ہو گئے۔

(بشکریہ وائس آف امریکہ)

بنیادی سہولیات سے محرومی

تورغر تورغر کو 2011 میں ضلع کا درجہ حاصل ہوا تھا۔ قبل ازیں یہ ایف آر کالا ڈھاکہ کے نام سے ایک قبائلی علاقہ تھا۔ یہاں تعلیم اور صحت کا نام ونشان نہیں تھا۔ 2011 میں صوبے میں عوامی نیشنل پارٹی اور مرکز میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے اسے ضلع کا درجہ دیا اور مرکزی دھارے کا حصہ بنایا۔ اس کا پس منظر یہ تھا کہ 2010 میں شانگلہ میں فوجی آپریشن شروع ہوا تو طالبان نے تورغر کو اپنی پناہ گاہ بنایا ہوا تھا۔ اب حقائق یہ ہیں کہ 12 برس کا عرصہ گزرنے کے باوجود ضلع تورغر میں بنیادی سہولیات کی بہتری کے لیے خاطر خواہ کام نہیں ہو سکا۔ خاص طور پر تعلیم اور صحت کا نظام بہت ناقص ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم کے لیے کوئی ہائی اسکول نہیں۔ کئی دیہاتوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لیے پرائمری اسکول تک نہیں۔ لوگوں کی آمد ورفت کے لیے ٹرانسپورٹ کا کوئی مؤثر نظام نہیں ہے۔ صحت کے حوالے سے بنیادی ہیلتھ یونٹ تو ہے مگر وہاں طبی ساز وسامان اور ڈاکٹر ہے اور نہ ہی زچہ بچہ سنٹر ہے۔ سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ اکثر ہنگامی حالات میں مریضوں کو مانسہرہ لے جاتے وقت وہ راستے میں دم توڑ دیتے ہیں۔ انصاف کے حصول کے لیے لوگ مانسہرہ کی عدالتوں میں جاتے ہیں۔ کمسنی کی شادیاں عام ہیں۔ بچیوں کی شادیاں اکثر 12 برس کی عمر میں کر دی جاتی ہیں۔ وٹہ سٹہ کی شادی بھی عام ہے۔ ضلع کے عوام کا مطالبہ ہے کہ سرکار اُنہیں بنیادی سہولیات اور بنیادی حقوق کی فراہمی کے لیے جلد از جلد اقدامات کرے۔

(محمد زاہد)

صحافی پر قاتلانہ حملہ

گلگت پھنڈر ٹائمز کے ایڈیٹر اور گلگت بلتستان کے متحرک صحافی فدا علی شاہ غذری پر ضلع غذر گلگت بلتستان کے ضلعی ہیڈ کوارٹر گاہکوچ میں ایک درجن کے قریب افراد نے قاتلانہ حملہ کر دیا۔ حملے میں فدا شاہ کے سر اور جسم کے دیگر حصوں پر چوٹیں آئیں۔ انہیں مقامی اسپتال منتقل کر دیا گیا تھا۔ یاد رہے کہ فدا علی پر پچھلے سال ایک مذہبی تنظیم کی طرف سے توہین مذہب کا الزام لگا کر ایف آئی آر کے لئے مقامی تھانے میں درخواست دی گئی تھی جس پر مقامی عمائدین کی مداخلت سے کارروائی روکی گئی تھی۔ 30 دسمبر کو ایک سال بعد ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ فدا علی شاہ کا کہنا ہے کہ وہ گاہکوچ بازار میں اپنے گھر کے لیے خریداری کر رہے تھے کہ اُس دوران اچانک ایک شخص نے ان کا راستہ روکا اور سریا (لوہے کی چھڑی) سے حملہ کیا۔ حملہ آور یہ کہتا رہا کہ " توہین مذہب کے بعد سینہ تان کر بازار میں چلنے کی تمہیں جرات کیسے ہوئی؟" اسی دوران اِدھر اُدھر سے مزید کئی افراد نمودار ہو گئے اور ان کو لِٹا کر زدو کوب کیا گیا۔ بعد ازاں چند افراد کی مداخلت سے ان کی جان بچ گئی اور وہ مقامی تھانہ پہنچ گئے جہاں سے ان کو ہسپتال منتقل کیا گیا۔ اب ان کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ واضح رہے کہ گلگت بلتستان میں اسماعیلی اور اہل تشیع برادری کے کئی افراد پر ہر سال توہین مذہب کے کئی الزامات عائد کئے جاتے اور مقدمات درج کرائے جاتے ہیں۔ (اسرار الدین اسرار)

کئی ماہ سے بجلی کی فراہمی معطل ہے

نوشکی پاک افغان باڈر کے قریب تین ماہ قبل طوفانی ہواؤں سے بجلی کے پانچ پول گرنے سے گزشتہ تین ماہ سے زاروچاہ سمیت نصف درجن کے قریب دیہاتوں میں بجلی کی فراہمی معطل ہے جس کی وجہ سے مذکورہ دیہاتوں کے ہزاروں باشندوں کو انتہائی مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ خواتین کو امور خانہ داری کے سلسلے میں انتہائی مصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے بالخصوص پانی کے حصول کے لیے مذکورہ دیہاتوں کے باشندے مشکلات سے دوچار ہیں۔ تین ماہ کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود بھی کھمبوں کی عدم تنصیب باعث تشویش ہے۔ یونین کونسل ڈاک کے وائس چیئر مین میر منصور احمد مینگل، اور کونسلر سید نظام شاہ کلانی نے صوبائی حکومت اور چیف انجینئر کیسکو سے مطالبہ کیا ہے کہ پاک افغان باڈر پر بسنے والے لوگوں کی مشکلات اور مصائب کو مدنظر رکھتے ہوئے کھمبوں کی تنصیب عمل میں لا کر بجلی کی سپلائی بحال کی جائے۔ (محمد سعید)

معذوریوں سے متاثر افراد کے حقوق کی حفاظت کی جائے

نوشکی معذوریوں سے متاثر افراد کے عالمی دن کے مناسبت سے ڈسٹرکٹ ہال میں ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں معذوریوں سے متاثر افراد نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ مقررین نے کہا کہ یہ دن منانے کا مقصد معاشرے کے تمام شعبوں میں معذوریوں سے متاثر افراد سے یکجہتی کا اظہار کرنا اور ان کے حقوق اور فلاح بہبود کے لیے آواز اٹھانا ہے۔ حکومتی اداروں کے ساتھ سماجی تنظیموں، عوامی نمائندوں اور مخیّر حضرات اور کمیونٹی کے ہر افراد کو اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے۔ معذوریوں سے متاثر افراد کی پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے انھیں مواقع دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی جائے تو وہ ملک قوم کی خدمت میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ مقررین نے کہا کہ جسمانی معذوریوں سے متاثر بچوں کو تعلیم اور صحت کی سہولیات فراہم کی جائیں، مراکز صحت میں معذوریوں سے متاثر افراد کے لیے سپیشل کاؤنٹر کا قیام عمل میں لایا جائے۔ مقررین نے کہا کہ نوشکی میں 1113 معذوریوں سے متاثر افراد رجسٹرڈ ہیں۔ نوشکی میں ان کے لیے کمپلیکس کا قیام اور ملازمتوں میں پانچ فیصد کوٹہ پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ ملازمتوں کے کوٹہ میں اضافہ کیا جائے، کرایوں میں خصوصی رعایت دی جائے اور انہیں تفریحی سہولیات کی فراہمی کے لیے بھی اقدامات کیے جائیں۔ بلوچستان اسپیشل پیپل کے صدر پروفیسر عبدالقدوس مینگل، ڈپٹی ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر ڈاکٹر مشتاق مینگل، بی این پی مرکزی کمیٹی کے رکن میر خورشید جمالدینی، پیپلز پارٹی کے حافظ شاکر مانداںی، ایچ آر سی پی کے کارکن اور سینئر صحافی سعید بلوچ، حافظ محمد قاسم فاروقی، انجمن تاجران کے صدر سعید بلوچ، کامریڈ حمید بلوچ اشفاق مینگل، ہرے کرشنا کے صدر میندر کمار، سہارا فاؤنڈیشن کے صدر شاہ خالد بلوچ، حمید بلوچ، اسپشل پیپل کے صدر سعید بلوچ اور محمد یوسف بلوچ نے تقریب سے خطاب کیا۔

(محمد سعید)

سینکڑوں ایکڑ زرعی زمین بنجر ہو رہی ہے

خیبر باڑہ قبیلہ شلوبر کی سینکڑوں ایکڑ زرعی زمین محکمہ اریگیشن کی غفلت کے باعث بنجر ہو رہی ہے۔ قبیلہ شلوبر کے مشران محکمہ انہار کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔ قبیلہ شلوبر کے حصے کا پانی فوری طور پر بحال کرنے کے لیے محکمہ انہار ضروری اقدامات کرے بصورت دیگر شدید احتجاج کیا جائے گا۔ ان خیالات کا اظہار قبیلہ شلوبر کے قومی مشران حاجی خلیل آفریدی، ساجد خان، ڈاکٹر ولی خان اور حاجی یعقوب کنعان نے درجنوں مشران کے ہمراہ باڑہ پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ 2016ء سے قبل سسٹم ٹھیک چل رہا تھا مگر اس کے بعد ہمارے حصے کا پانی کم کر کے پشاور کی جانب چھوڑ دیا گیا ہے جس کی وجہ سے اُن کی ہزاروں ایکڑ زرعی زمین بنجر ہو گئی ہے اور ان کا سالانہ کروڑوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ قبیلہ شلوبر کے مشران نے اِس ضمن میں منتخب نمائندگان، محکمہ انہار کے اعلیٰ حکام اور تحصیل چیئرمین مفتی کفیل کو بھی درخواستیں دی تھیں مگر اس پر بھی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ انہوں نے دھمکی دیدی کہ اگر ہمارا مسئلہ حل نہیں ہوا اور ہمارے حصے کے پانی کی فراہمی بحال نہ کی گئی تو وہ محکمہ اریگیشن کے ذمہ دار حکام کے خلاف سخت احتجاج کرنے پر مجبور ہو جائیں گے جس کی تمام تر ذمہ داری محکمہ انہار پر عائد ہوگی۔ (مسعود شاہ)

چینی کی قلت کا مسئلہ

نوشکی نوشکی میں گزشتہ ایک سال سے چینی کا بحران ہے۔ نوشکی کے غریب باشندے 210 روپے فی کلو مارکیٹ سے بلیک میں چینی خریدنے پر مجبور ہیں۔ اس کمر توڑ مہنگائی نے غریب عوام کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ دوسری جانب چینی کی قیمتوں میں اضافے نے غریب عوام کی مشکلات میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ ضلع نوشکی کے لیے مخصوص ڈیلر ڈپٹی کمشنر نوشکی کے جاری کردہ پرمٹ کے ذریعے چینی نوشکی لاتے تھے مگر اب گزشتہ 8 ماہ سے چینی کے پرمٹ کے اختیارات انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کو تفویض کر دیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے ڈیلروں کو پرمٹ کے حصول کے لیے صوبائی دارالحکومت کوئٹہ جانا پڑتا ہے جس سے ڈیلروں کو وقت کے ضیاع اور مالی مصائب سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ عوام کی مشکلات اور ڈیلروں کے مصائب کو مدنظر رکھتے ہوئے چینی پرمٹ کے اجراء کا اختیار دوبارہ سرحدی اضلاع کے ڈپٹی کمشنرز کو تفویض کیا جائے۔ دوسری جانب نوشکی اور چاغی کے راستے گزشتہ دو سالوں سے وافر مقدار میں چینی اور کھاد مبینہ طور پر افغانستان سمگل کی جا رہی ہے حالانکہ کوئٹہ سے نوکنڈی تک مختلف سیکورٹی اداروں کی دو درجن کے قریب چیک پوسٹیں موجود ہیں۔ اشیاء خورد و نوش کی افغانستان اسمگلنگ کا فی الفور نوٹس لیا جائے۔ (محمد سعید)

شاہراہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار

اوکاڑہ حجرہ شاہ مقیم شیر گڑھ رینالہ خورد وعرصہ دراز سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ سابقہ دور حکومت میں اس روڈ کی از سر نو تعمیر کرنے کیلئے فنڈ ز تو جاری ہوئے تھے مگر ٹھیکیدار کام ادھورا چھوڑ کر چلا گیا۔ حادثات معمول بن چکے ہیں۔ مسافروں کو بھی شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑھ رہا ہے۔ جگہ جگہ گڑھے بننے کی وجہ سے منٹوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہوتا ہے۔ مقامی شہریوں نے ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ سے اس روڈ کو جلد از تعمیر کروانے کا مطالبہ کیا ہے۔

(اصغر حسین حماد)

ایک شخص قتل، ایک زخمی

ٹوبہ ٹیک سنگھ تھانہ سٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کی حدود محلّہ نیلم جبار ٹاؤن میں جائیداد کے تنازعہ پر فائرنگ سے ایک شخص موقع پر جاں بحق جبکہ ایک زخمی ہوگیا۔ عبدالخالق ولد عبدالرشید قوم جٹ سکنہ نیلم جبار ٹاؤن ٹوبہ اپنے گھر سے باہر نکلا تو ملزم عمران ولد ناظر قوم جٹ سکنہ بھلیر نے فائرنگ کر کے عبدالخالق کو زخمی کر دیا۔ گولی اس کے سر پر لگی۔ فائرکی آواز سن کر عبدالخالق کا بھتیجا اسامہ ولد مالک باہر آیا تو ملزم عمران نے اس پر بھی فائرنگ کی جس سے اسامہ بھی زخمی ہوگیا۔ عبدالخالق موقع پر جاں بحق ہوگیا۔ وقوعہ کی اطلاع پر اے ایس پی صدر سرکل ٹوبہ، ایس ایچ او تھانہ سٹی ٹوبہ بمعہ نفری اور ڈی پی او ٹوبہ موقع پر پہنچے۔ مضروب اسامہ کو ڈی ایچ کیو ہسپتال ٹوبہ شفٹ کر دیا گیا۔ ملزم موٹر سائیکل پر فرار ہوگیا۔ فرانزک ٹیم موقع سے شواہد اکٹھے کر رہی تھی۔ تلاش ملزم جاری ہے۔ ملزم عمران سکنہ بھلیر نے رات ہیرا کالونی ٹوبہ میں فائرنگ کر کے اپنے بہنوئی، اپنی بہن، والدہ اور اپنی بھانجی کو قتل کیا تھا۔ وجہ عناد جائیداد کا تنازعہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ رپورٹ ارسال ہونے تک ملزم کو گرفتار نہیں کیا جا سکا تھا۔

(اعجاز اقبال)

ایک شخص قتل

اوکاڑہ منڈی احمد آباد کے نواحی موضع کمیریاں کا رہائشی مختیار کھرل اپنی پانچ مرلہ زمین پر جو کہ اس نے مقامی زمیندار رشید بیگ سے حال ہی میں خریدی تھی بھینسوں کا چارہ کاٹ رہا تھا کہ وہاں رشید بیگ نامی شخص آ گیا اور اُسے چارہ کاٹنے سے منع کیا۔ وہ نہ رکا تو اس نے اس کو فائر مار کر قتل کر دیا۔ مختیار موقع پر جاں بحق ہوگیا جب کہ ملزم کو اہل گاؤں نے موقع سے پکڑ لیا۔ منڈی احمد آباد پولیس نے حسب روایت بے حسی کا مظاہرہ کیا اور جائے وقوعہ سے پولیس اسٹیشن آدھے کلومیٹر کے فاصلے پر ہونے کے باوجود پولیس ایک گھنٹہ بعد پہنچی۔ لاش کو ریسکیو 1122 نے رورل ہیلتھ سنٹر منتقل کر دیا۔ ملزم رشید بیگ کو پولیس نے حراست میں لے کر مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔

(اصغر حسین حماد)

جبری مشقت کے شکار ہاری بازیاب

عمرکوٹ 23 دسمبر کو سیشن کورٹ عمرکوٹ کے حکم پر چھور پولیس نے کوٹھ حویلی میں دو زمینداروں لیاقت سمیجو اور وکرم سنگھ کی زرعی زمین پر چھاپہ مار کر جبری مشقت کے شکار 11 ہاری بازیاب کرائے جن میں دو مرد، چار عورتیں اور پانچ بچے شامل تھے۔ عدالت نے بازیاب ہونے والے تمام ہاریوں کو اپنی پسند کے مطابق آزاد زندگی گزارنے کی اجازت دی۔

(نامہ نگار)

بچے

کمسن بچی سے مبینہ جنسی زیادتی

سانگھڑ تفصیلات کے مطابق میرپور خاص کی رہائشی نابالغ بچی نصیبو بھٹی ٹنڈو آدم گوٹھ میر حسن میں اپنے رشتہ داروں کے گھر آئی ہوئی تھی کہ محلے کے دو نوجوانوں وزیر علی بھٹی اور دلاور بھٹی نے اسے ایک خالی پڑی دکان میں لے جا کر زیادتی کا نشانہ بنایا۔ بچی کے والد اختر علی بھٹی کی طرف سے پولیس کو شکایت موصول ہونے پر ایس ایچ او بی سیکشن اسد النبی کھچی نے دستور کی کاروائی کے بعد گھناونے جرم کے مرتکب دونوں ملزمان کو گرفتار کر لیا۔ متاثرہ لڑکی کے گھر والوں نے کہا کہ ملزمان کو قانون کے کٹہرے میں لا کر انہیں سخت سے سخت سزا دی جائے۔ متاثرہ بچی کے طبی معائنے کے لیے اسے تعلقہ ہسپتال روانہ کر دیا گیا جبکہ ملزمان کا ریمانڈ لے کر مزید تفتیش کی جا رہی ہے۔

(ابراہیم خلجی)

بچی کو مبینہ طور پر اغوا کر لیا گیا

عمرکوٹ 17 دسمبر 2023 کو تحصیل کنری کے علاقے نبی سرروڈ کے گوٹھ غلام محمد خاصخیلی کے رہائشی مارو بھیل نے پولیس تھانہ نبی سرروڈ میں اپنی 8 سالہ بچی نرما بھیل کے اغوا کا مقدمہ درج کراتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ محمد حنیف خاصخیلی نام کا شخص ان کے گھر کے قریب رہتا تھا جو آئے دن کام کاج کے حوالے سے وہ گھر آتا رہتا تھا۔ کچھ عرصہ قبل محمد حنیف ان کے گوٹھ کے قریب سے نقل مکانی کر کے عمرکوٹ شہر کے قریب گوٹھ کھیجر اڑی چلا گیا تھا۔ تین دن قبل میں رات کے وقت میں چوکیداری پر گیا ہوا تھا جہاں اسے اس کی بیٹی کے اغوا کی بابت اطلاع ملی جس کے بعد وہ گھر پہنچا تو اس کی بیوی نے بتایا کہ محمد حنیف گھر میں گھس کر 8 سالہ بچی نرما کو اغوا کر کے لے گیا ہے۔ جبکہ ملزم محمد حنیف کے مطابق اس پر اغوا کا جھوٹا الزام لگا کر ایک سازش کے تحت پھنسایا جا رہا ہے۔ نبی سرروڈ پولیس کے مطابق شکایت دہندہ کی درخواست پر ملزم کے خلاف اغوا کا مقدمہ درج کر لیا گیا۔

(نامہ نگار)

جنسی زیادتی کے بعد قتل کر دیا

ٹنڈو محمد خان شیخ بھرکیو پولیس اسٹیشن کی حدود میں واقع گاؤں بجر خان تالپور میں ایک شخص نے اپنے ہی گاؤں کے 15 سالہ لڑکے جنید ولد سلطان خاصخیلی کو گھر سے بلا کر گاؤں کے ڈرینج کے قریب جھاڑیوں میں زبردستی اجتماعی جنسی زیادتی کے بعد گلا دبا کر قتل کر دیا۔ واقعہ کی اطلاع ملتے ہی ایس ایس پی ٹنڈو محمد خان جائے وقوعہ پر پہنچ گئے اور ایک تفتیشی ٹیم بنا کر واقعہ کی تفتیش کا حکم دیا اور متوفی بچے کی لاش کو مزید کاروائی کے لیئے ڈی ایچ کیو ہسپتال منتقل کر دیا جہاں ابتدائی رپوٹ میں ڈاکٹر نے جنسی زیادتی کی تصدیق کی اور DNA کے لیے نمونے کراچی لیبارٹری بھیج دیے۔ ضروری کاروائی کے بعد ورثا لاش گاؤں بجر خان تالپور لے گئے۔ بچے کے والد سلطان خاصخیلی کی مدعیت میں ملزم محبوب علی خاصخیلی کے خلاف دفعہ 302 / 377 کے تحت مقدمہ درج کر کے ملزم کو گرفتار کر لیا گیا۔

(محمد رمضان شورو)

عورتیں

نوعمرلڑکیاں ایچ آئی وی سے زیادہ متاثر ہونے لگیں

اقوام متحدہ (یواین) کے بچوں کی صحت کے ذیلی ادارے یونیسیف کی رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں نوعمرلڑکوں کے مقابلے لڑکیاں ایچ آئی وی سے زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔ادارے کی سال 2023 کی رپورٹ کے مطابق عالمی سطح پر لڑکیوں اورخواتین کے ساتھ صنفی تفریق اور ناروا سلوک سمیت انہیں صحت کی سہولیات تک مکمل رسائی نہ دیے جانے کی وجہ سے لڑکیاں زیادہ ایچ آئی وی سے متاثر ہورہی ہیں۔یونیسیف کے مطابق ایچ آئی وی سے یومیہ دنیا بھر میں 19 سال تک کی عمر کے 271 بچے موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں۔رپورٹ میں بتایا گیا کہ سال 2023 میں 10 سے 19 سال کی 98 ہزارلڑکیوں میں ایچ آئی وی کی تشخیص ہوئی اوران میں سے زیادہ ترلڑکیاں براعظم افریقہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ادارے کے مطابق اس وقت دنیا بھر میں 15 لاکھ سے زائد بچے ایچ آئی وی کا شکار ہیں اوران کی عمریں 15 برس سے کم ہیں۔متاثرہ بچوں میں سے 87 فیصد بچے افریقہ میں مقیم ہیں۔عالمی ادارے کے مطابق عالمی سطح پر 10 سے 19 سال کی عمر تک ایچ آئی وی کا شکار ہونے والے افراد میں 71 فیصد لڑکیاں ہیں۔ادارے نے لڑکیوں اورخواتین کے ایچ آئی وی میں مبتلا ہونے کو صنفی تفریق سے جوڑا اور بتایا کہ دنیا بھر میں خواتین کو مردوں کی طرح صحت کی تمام سہولیات تک مکمل رسائی نہیں دی جاتی۔

(بشکریہ ڈان نیوز)

غیرت کے تصور نے ایک اور جان لے لی

میانوالی 13 دسمبر کوواں بھچراں کے نواحی علاقہ چک دو ایم ایل میں خوشاب سے آئے ہوئے ایک شخص اپنی بہن کو اس کے شوہر کے ساتھ مل کر غیرت کے نام پر ہلاک کردیا۔ ملزموں کو شبہ تھا کہ مقتولہ نے کسی شخص کے ساتھ ناجائز تعلقات استوار کررکھے تھے۔پولیس نے مقدمہ درج کرلیا۔ مزید قانونی کارروائی کی جارہی تھی۔ایک دوسرے واقعے میں 7 دسمبر کو پپلاں کے نواحی علاقہ علاقہ ٹبہ مہربان شاہ میں کامران نامی نوجوان نے گھریلو جھگڑے پر اپنی حقیقی بہن کو فائر مارکر قتل کردیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کرلیا اور ملزم کی گرفتاری کیلئے چھاپہ مارٹیم تشکیل دے دی تھی۔

(محمد رفیق)

زچگی کے طویل مدتی طبی مسائل پر توجہ دینے کی ضرورت، ماہرین

عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) کا کہنا ہے کہ دوران حمل اور زچگی کے تمام مراحل میں موثر طبی نگہداشت کی بدولت کئی مسائل سے بچا جاسکتا ہے۔اقوام متحدہ کے عالمی ادارہ صحت نے بتایا ہے کہ ہر سال کم از کم 4 کروڑ خواتین کو بچوں کی پیدائش کے باعث ایسے طبی مسائل لاحق ہونے کا خدشہ ہوتا ہے جن کے اثرات طویل مدت تک قائم رہتے ہیں۔بعداز حمل تقریباً ایک تہائی سے زیادہ خواتین کو جنسی عمل کے دوران ہونے والی تکلیف، کمر کے نچلے حصے میں درد اور پاخانے و پیشاب پر ضبط کھو دینے جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ڈبلیو ایچ او نے یہ بات معروف طبی جریدے دی لینسیٹ کے ایک تازہ ترین جائزے کا حوالہ دیتے ہوئے بتائی ہے۔زچہ کی صحت کے حوالے سے ایک خصوصی تحقیقی سلسلے میں لیے گئے جائزے سے یہ سامنے آیا ہے کہ بعداز حمل پیش آنے والی بہت سی طبی پیچیدگیاں کئی مہینوں یا برسوں تک بھی برقرار رہتی ہیں۔اس تحقیق کے مصنفین نے طبی مسائل میں ان عام امراض کے حوالے سے سمجھ بوجھ بڑھانے پر زور دیا ہے۔ڈبلیو ایچ او کا کہنا ہے کہ دوران حمل اور زچگی کے تمام مراحل میں موثر طبی نگہداشت کی بدولت ان مسائل سے بچا جاسکتا ہے۔اس طرح خطرات کی نشاندہی اور ان پیچیدگیوں سے بچاؤ میں مدد ملتی ہے جو بعداز پیدائش طویل مدتی طبی مسائل کا باعث بن سکتی ہیں۔ایسے دیگر مسائل میں تھکاوٹ، ڈپریشن، پیشاب کی تکالیف، بچے کی پیدائش سے خوف اور ثانوی درجے کا بانجھ پن شامل ہیں۔ڈبلیو ایچ او میں جنسی و تولیدی صحت و تحقیق کے شعبے کی ڈائریکٹر ڈاکٹر پاسکل ایلوٹے نے کہا ہے کہ بعداز حمل بہت سے طبی امراض خواتین کی روزمرہ زندگی کو سنگین تکالیف سے دوچار کرتے ہیں۔ان میں ذہنی و جسمانی دونوں طرح کے مسائل شامل ہیں۔اس کے باوجود ان مسائل کو عموماً اہمیت نہیں دی جاتی، انہیں نظرانداز کردیا جاتا ہے یا یہ پوری طرح سامنے نہیں آتے۔ایسی خواتین کو زندگی بھر اور ماں بننے کے بعد بھی بہت سی طبی خدمات درکار رہتی ہیں تاکہ وہ اچھی صحت اور معیاری زندگی سے لطف انداز ہوسکیں۔بڑی تعداد میں خواتین کو درپیش یہ حالات طبی تحقیق، علاج معالجے اور طبی پالیسی سازی میں عام طور پر نظرانداز ہو جاتے ہیں۔جائزے کے مصنفین کا کہنا ہے کہ گزشتہ 12 برس میں شائع ہونے والی اعلیٰ معیار کی رہنمائی میں ایسی 32 طبی پیچیدگیوں میں سے تقریباً 40 فیصد کے موثر علاج کا تذکرہ نہیں ہے۔علاوہ ازیں، کم یا متوسط درجے کی آمدنی والے کسی ملک میں اعلیٰ معیار کی ایسی کوئی ایک تحقیق بھی نہیں ملتی۔

(بشکریہ یواین خبرنامہ)

شاہ لطیف کالونی کے قریب کاروکاری کے الزام میں خاتون قتل

حیدرآباد پنیاری تھانے کی حدود شاہ لطیف کالونی کے قریب کاروکاری کے الزام میں اقراء کو قتل کردیا گیا تھا۔اسے مبینہ طور پر اس کے کزن اکبر ولد اللہ بخش سومرو نے گولیاں مار کر ہلاک کردیا، اطلاع ملتے ہی ڈی ایس پی پھلیلی اور ایس ایچ او پنیاری موقع پر پہنچ گئے۔قتل کے بعد علاقہ میں سومرو برادری اور چانڈیو برادری میں تکرار شروع ہوگئی اور پولیس کی بھاری نفری نے چانڈیو برادری کی خواتین کو تحفظ دیتے ہوئے حفاظتی مقام پر منتقل کردیا جس پر سومرو برادری کے مشتعل افراد نے پولیس پارٹی پر پتھراؤ اور ہوائی فائرنگ کی۔پولیس نے لاش پوسٹ مارٹم کے لیے سول اسپتال حیدرآباد پہنچادی جبکہ گولیاں مارنے والا شخص اکبر ولد اللہ بخش فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔بتایا جاتا ہے کہ اقراء کو اس کے کزن اکبر نے عابد ولد محراب نامی شخص سے ناجائز تعلقات رکھنے کے الزام میں گولیاں مار کر ہلاک کیا۔آخری اطلاعات تک علاقہ میں کشیدگی پائی جاتی ہے اور پولیس کی بھاری نفری تعینات ہے۔

(بشکریہ روزنامہ جسارت)

قانون نافذ کرنے والے ادارے

سیاسی کارکن وطالب علم کا مبینہ اغوا

باڑہ باڑہ میں پشتون تحفظ موومنٹ تحصیل باڑہ کے کوارڈینیٹر مقیب اللہ آفریدی کو خیبر چوک باڑہ بازار سے نامعلوم افراد نے اغوا کرلیا۔تفصیلات کے مطابق پی ٹی ایم تحصیل باڑہ کے کوارڈینیٹر اور فاٹا یونیورسٹی کے طالب علم مقیب اللہ آفریدی ولد شہزادمیر امید آفریدی کو خیبر چوک باڑہ بازار سے نامعلوم افراد نے اغوا کیا۔تحصیل باڑہ کی سیاسی اور سماجی شخصیات نے مقیب آفریدی کے اغواء پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ریاستی اداروں سے ان کی جلد از جلد بازیابی کا مطالبہ کیا۔انہوں نے کہا کہ اگر مقیب اللہ آفریدی کو ریاستی اداروں نے گرفتار کیا ہے تو جلد از جلد انہیں رہا کیا جائے۔انہوں نے کہا کہ موصوف کسی بھی غیر قانونی اور غیر آئینی سرگرمی میں ملوث نہیں بلکہ ایک محبّ وطن پاکستانی شہری ہے۔یاد رہے کہ مقیب اللہ آفریدی باڑہ سیاسی اتحاد کی کور کمیٹی کے رکن بھی ہیں۔

(مسعود شاہ)

سیکیورٹی فورسز کی مبینہ فائرنگ سے شہری ہلاک

جمرود وادی تیراہ کے علاقے راجگل کوکی خیل میں مبینہ طور پر سیکیورٹی فورسز کے اہلکار کی فائرنگ سے جاں بحق مقامی شخص تیلا اکبر آفریدی کی لاش کو تاریخی باب خیبر کے مقام پر رکھ کر احتجاجی دھرنا دیا گیا۔دھرنے کے شرکاء نے درج ذیل مطالبات پیش کرکے دھمکی دی کہ دھرنا مطالبات کی منظوری تک جاری رہے گا:

1: واقعہ میں ملوث سرکاری اہلکار پر ایف آر درج کرکے اس کا کورٹ مارشل کیا جائے
2: تیلا اکبر شہید کے اہل خانہ کو 50 لاکھ روپے کا شہید پیکج دیا جائے۔
3: تیلا اکبر شہید گھر کا واحد کفیل تھا، اب اس کے گھر میں کمانے والا کوئی نہیں رہا، لہذا شہید کے بچے کو سرکاری نوکری دلوائی جائے۔
4: قبائلی علاقے خاص کر تیراہ تو ردرہ میں غیر ضروری چیک پوسٹوں کا خاتمہ کیا جائے۔

(منظور آفریدی)

14 سالہ لڑکے کو گرفتار کرکے لاپتہ مقام پر منتقل کرنے کا الزام

جمرود جمرود دورمنڈ و میلہ سے تعلق رکھنے والے ظہور خان نے جمرود پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ ہم پر امن لوگ ہیں اور ہمارے خاندان کے لوگ سرکاری عہدوں پر ایف سی میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں جبکہ میں نے خود بھی ایف سی میں خدمات سرانجام دی ہیں۔تاہم گزشتہ رات کو ایف سی اہلکاروں نے ہمارے گھر پر چھاپہ مار کر میرے چھوٹے بھائی حسین کو جس کی عمر 14 سال ہے اور سرکاری سکول میں ساتویں جماعت کا طالبعلم ہے، کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔تاہم اب انہیں یہ نہیں بتایا جارہا کہ اسکو کس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔ظہور خان نے کہا کہ وہ حکومت اور اداروں کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کے لئے تیار ہیں تاہم انہیں بتایا جائے کہ ان کے بھائی نے کیا جرم کیا ہے اور اگر جرم کیا ہے تو اس کو عدالت میں پیش کیا جائے۔

(مسعود شاہ)

اقلیتیں

احمدیوں کے خلاف ایک اور واقعہ

جہلم تیال ضلع جہلم میں 25،26 دسمبر 2023ء کی درمیانی رات شر پسند عناصر جماعت احمدیہ کی عبادت گاہ کی دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوئے۔انہوں نے ہال کے دروازے کا تالا توڑنے کی کوشش کی لیکن نہ توڑ سکے۔پھر صحن میں دفن ایک بزرگ احمدی عظیم اللہ کی قبر کا کتبہ توڑا اور اس کے ٹکڑے ایک احمدی کے گھر کے سامنے پھینک کر چلے گئے۔عظیم اللہ اپریل 1965ء کو 90 سال کی عمر میں فوت ہوئے تھے اور ان کی تدفین احمدیہ بیت الذکر تیال کے صحن میں کی گئی تھی۔تھانہ صدر جہلم میں زیر نمبر 552 تعزیرات پاکستان کی دفعہ 297 کے تحت نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کرلیا گیا۔واضح رہے کہ مذہبی انتہا پسندوں کے دباؤ پر 31 اگست 2022 کو پولیس نے اس احمدی عبادتگاہ کے مینار مسمار کردیے تھے۔

(عامر محمود)

احمدیہ برادری پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے

فیصل آباد احمدیہ عبادت گاہوں کی بے حرمتی بلا روک ٹوک جاری ہے۔22 دسمبر 2023 کو پولیس اہلکاروں نے سمندری، ضلع فیصل آباد میں احمدیوں کی ایک عبادت گاہ کی بے حرمتی کی جہاں انہوں نے اسسٹنٹ کمشنر (اے سی) کی موجودگی میں اس کے میناروں کو مسمار کیا۔مذکورہ احمدیہ عبادت گاہ 1956 میں تعمیر کی گئی تھی اور گزشتہ سال سے اسے شدت پسندوں سے خطرہ تھا تاہم حکام کل تک صورتحال کو قابو میں رکھنے میں کامیاب رہے۔صرف اس سال احمدیہ عبادت گاہوں کی بے حرمتی کا یہ 42 واں واقعہ ہے۔میناروں کو تباہ کرنے کے بعد پولیس ملبے کو اپنے ساتھ لے گئی۔یہ بہت بدقسمتی کی بات ہے کہ جب پولیس کو احمدیہ عبادت گاہوں کے میناروں کے بارے میں عدالتِ عالیہ، لاہور کے فیصلے کا حوالہ دیا گیا تو انہوں نے اسے مکمل طور پر نظر انداز کیا اور کہا کہ وہ احکامات پر عمل کر رہے ہیں۔یہ بات انتہائی تشویشناک ہے کہ پاکستان میں احمدی اپنے بنیادی حقوق کے لیے شدید مشکلات کا شکار ہیں۔مطالبہ کیا جاتا ہے کہ حکومت عدالتِ عالیہ، لاہور کے فیصلے کی کھلی خلاف ورزی کا نوٹس لے اور مجرموں کا احتساب کرے۔مزید برآں عدالتِ عظمیٰ کے 2014 کے فیصلے کے مطابق سیکیورٹی فراہم کی جائے۔

(رپورٹ: عامر محمود)

☆انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے واقعات کی رپورٹ

1-وقوعہ کیا تھا:			
2-وقوعہ کب ہوا؟	سال	مہینہ	تاریخ
3-وقوعہ کہاں ہوا؟	گاؤں	محلّہ	
	ڈاک خانہ	تحصیل و ضلع	
4-کیا وقوعہ کا مقامی رسم و رواج سے تعلق ہے	ہاں	نہیں	
5-وقوعہ کیسے ہوا؟ (مختصر تفصیل)			
6-وقوعہ کا ماضی کے کسی دوسرے واقعہ سے تعلق اور اس کی مختصر تفصیل			
7-وقوعہ کا شکار ہونے والے کے کوائف	نام	ولد/زوجہ	پیشہ

8-وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے معاشی/سماجی حیثیت	بچہ/بچی	عورت/مرد	غریب/ان پڑھ	بوڑھا/بوڑھی	بیمار
	مخالف سیاسی کارکن	سماجی کارکن	اقلیتی فرقے کا رکن	دیگر (تخصیص کریں)	

9-وقوعہ میں ملوث اشخاص کے کوائف:	نام	ولدیت/زوجیت	عہدہ	پیشہ
	1-			
	2-			
	3-			
10-وقوعہ کے ذمہ دار فرد/افراد کی معاشی/سماجی حیثیت	بڑا جاگیردار/زمیندار/بہت امیر آدمی	متوسط طبقے سے/غریب آدمی	بااثر صلاحیت/سیاسی اثر و رسوخ	
11-وقوعہ کی پشت پناہی کرنے والے عناصر کے کوائف	نام اور ولدیت	عہدہ	پیشہ	پارٹی/ادارہ
	1-			
	2-			
	3-			

12-وقوعہ سے متعلقہ فریقین گواہان و غیر جانبدار افراد کے کوائف و موقف

وقوعہ سے تعلق	نام اور ولدیت	وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے ساتھ تعلق/رشتہ داری	عہدہ	موقف
واقعہ سے متاثر				
واقعہ کا ذمہ دار				
چشم دید گواہ				
غیر جانبدار/پڑوسی				

13-اس قسم کے واقعات علاقہ میں کس قدر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں	بہت زیادہ	اکثر اوقات	کبھی کبھار	کبھی نہیں
14-اس قسم کے واقعات اندازاً کتنی تعداد میں ہوتے ہیں	روزانہ	ماہانہ	سالانہ	
15-وقوعہ کے بارے میں HRCP نامہ نگار/اس کے ساتھ چھان بین کرنے والے/والوں کی رائے				
رپورٹ بھیجنے والے کے کوائف:	نام	پتہ: گاؤں/محلّہ	شہر/ضلع	

انسانی حقوق کے عالمی منشور کی کس شق کی خلاف ورزی ہوئی؟

دستخط: ....

تاریخ: ....

نوٹ: اگر تفصیلات فارم پر نہ آسکیں تو نمبر لکھ کر سادے کاغذ پر تفصیل درج کریں

☆تمام ساتھی جو انسانی حقوق کے حوالے سے رپورٹیں بھیجتے ہیں آئندہ اس فارم کی فوٹو کاپی پر کوائف پُر کر کے بھیجیں

Human Rights Commission of Pakistan (HRCP)

جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق جہدِ حق کے تمام قارئین کو آگاہ کرنا چاہتا ہے کہ یہ رسالہ مفت ہے۔ قارئین کو کسی قسم کی قیمت ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ - 1: تمام انسان آزاد اور حقوق و عزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔

دفعہ -2: ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقدار اعلیٰ کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔

دفعہ - 3: ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ - 4: کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جا سکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔

دفعہ - 5: کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔

دفعہ - 6: ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔

دفعہ - 7: قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔

دفعہ - 8: ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، با اختیار قومی عدالتوں سے موثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔

دفعہ - 9: کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ - 10: ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق و فرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔

دفعہ - 11: (1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جا سکی ہوں۔

(2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔

دفعہ - 12: کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط و کتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔

دفعہ - 13: (1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل و حرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آجانے کا بھی حق ہے۔

دفعہ - 14: (1) ہر شخص کو عقیدے کی بناپر ایذارسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔

(2) یہ حق ان عدالتی کارروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جا سکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔

دفعہ - 15: (1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔

(2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔

دفعہ - 16: (1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔

(2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔

(3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔

دفعہ - 17: (1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔

(2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

دفعہ - 18: ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتمائی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

دفعہ - 19: ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔

دفعہ - 20: (1) ہر شخص کو پرامن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔

(2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

دفعہ - 21: (ا) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔

(3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔

دفعہ - 22: معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشو نما کے لیے لازم ہیں۔

دفعہ - 23: (1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب و معقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔

(2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔

(3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب و معقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل و عیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جا سکے۔

(4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔

دفعہ - 24: ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔

دفعہ - 25: (1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت اور فلاح و بہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضہء قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔

(2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔

دفعہ - 26: (1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔

(2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشو نما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔

(3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔

دفعہ - 27: (1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔

(2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں۔

دفعہ - 28: ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہو سکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔

دفعہ - 29: (1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشو و نما ممکن ہے۔

(2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔

(3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جا سکتیں۔

دفعہ - 30: اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جا سکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

HRCP

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

”ایوان جمہور“ 107۔ ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

فون: 35838341-35864994 فیکس: 35883582

ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ: www.hrcp-web.org

پرنٹر: مکتبہ جدید پریس، 14 ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15

کمپوز:
جمال احمد
سید رضا شاہ